آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۲۰ — جون سنہ ۱۹۲۱ء — نمبر ۶

مطابق شعبان سنہ ۱۳۳۹ھ

قیمت سالانہ

محصول ڈاک

فہرست مضامین

(ریویو از قلم اڈیٹر آگرہ اخبار)

سیرت خاتم النبیین صلعم

آغاز اسلام کی تاریخ یا پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمریوں میں یوں تو سیرت النبی مصنفہ مولانا شبلی نعمانی شائد سب سے زیادہ جامع اور مستند تصنیف ہے (افسوس ہے کہ سیرۃ خیر البشر مصنفہ مولانا محمد علی صاحب ایم۔اے ہماری نظر سے نہیں گذری) لیکن کتاب زیر ریویو بھی جو مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے قادیانی کی تصنیف ہے۔ اپنے طرز کی سب سے آخری اور شائد سب سے بہتر کتاب ہے۔ حصہ اوّل جو شائع ہو چکا ہے۔ اور اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ جغرافیہ عرب۔ مختصر تاریخ عرب قبل اسلام اور تاریخ اسلام تا ہجرت عظمی پر مشتمل ہے اور باوجود اختصار کے جامعیت اور استناد میں اپنی آپ نظیر ہے۔ ہمارے خیال میں کسی مسلمان کا گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ سفید دبیز کاغذ کے ۵۶۲ صفحوں کی کتاب ہے۔ جسکے درجہ اوّل کی قیمت [illegible] رہے اور درجہ دوم کی [illegible] ہے منیجر ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان گورداسپور سے طلب فرمائیے۔

اسلام اور گرنتھ صاحب

ایک مختصر رسالہ حال ہی میں جناب شیخ عبد الرحمن صاحب بی اے (قادیان) نے تالیف کیا ہے۔ اسمیں نہایت قابلیت سے محض گرنتھ صاحب کے شبدوں اور حوالوں سے اس بات کو ثابت کیا ہے۔ کہ حضرت باوا نانک صاحب ایک باخدا۔ سچے اور پکے مسلمان تھے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور قرآن کریم کی پیروی کو مدار نجات سمجھتے تھے۔ اسلام کے تمام احکام مثلاً نماز زکات۔ روزہ وغیرہ کو ایک سچے مسلم کی طرح بجا لاتے تھے تناسخ کو ایک عقیدہ باطل اور وید کو گمراہی سے بھرا ہوا خیال کرتے تھے۔ اس رسالہ میں آپنے یہ بھی ثابت کیا ہے۔ کہ باوا صاحب کی دوسری شادی حیات خاں پٹھان کے گھر ہوئی۔ رسالہ کے اخیر میں آپنے اعلان کیا ہے۔ جو صاحب گرنتھ کو شرعی کتاب ثابت کردیں۔ ان کو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اصحاب کہف

سورۃ کہف قرآن کریم کے نہایت ہی مشکل اور دقیق لیکن ساتھ ہی نہایت اہم اور لطیف حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر۔ حضور علیہ السلام کی جماعت کی ابتداء اور ترقی کا ذکر۔ عیسائیت کے موجودہ غلبے اور بعد کے پورے زوال اور انحطاط کا ذکر۔ یورپ کی موجودہ ترقی اور ایشیا کی بے کسی و بے بسی کا ذکر۔ اور اسلام کی موجودہ حالت اور آئندہ شان و شوکت کا ذکر ہے۔ غرض موجودہ زمانے کا پورا نقشہ اور فوٹو اس سورۃ میں خداوند کریم نے دیدیا ہے۔ مگر جہاں یہ سورۃ موجودہ زمانے کا پورا نقشہ اور فوٹو ہونیکے باعث ہمارے لئے خاص دلچسپی کا موجب ہے وہاں یہ قرآن کریم کے نہایت مشکل اور دقیق حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ چنانچہ ذوالقرنین کا ذکر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یوشع بن نون یا قرآن کریم کے اپنے الفاظ میں "اپنے فتیٰ" کے ساتھ مجمع البحرین کی طرف سفر کرنا اور پھر خدا کے ایک پیارے اور عالم بندے کی معیت میں رہ کر تعلیم حاصل کرنا اور پھر پانچویں رکوع میں واضرب لھم مثلاً رجلین میں دو آدمیوں کی تمثیل۔ یہ ایسی باتیں ہیں اور ایسے باریک اور پیچیدہ مسائل

ہیں۔ کہ جن کے حل کرنے اور انکی حقیقت معلوم کرنے اور کنہ تک پہنچنے کے لئے ایک غیر معمولی علم اور خداداد قابلیت اور استعداد درکار ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ جب تک کوئی انسان خدائے تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم اور نور کی روشنی میں ان مسائل کو حل کرنیکی کوشش نہ کرے وہ بجائے نزدیک ہونے کے حقیقت سے دُور ہی دُور چلا جاویگا۔ مگر ان سب مسائل سے (جو میں نے اوپر بیان کئے ہیں) بڑھ کر مشکل اور دقیق اصحاب کہف کا مسئلہ ہے۔ اور ہمارے مفسرین باوجود اپنی اَن تھک کوششوں کے سوائے قصے کہانیوں کے طومار کے اکٹھا کرنے کے کسی مفید نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے۔ بلکہ اتنے متفرق اور بے تعلق واقعات جمع کر دیئے ہیں۔ کہ ایک متلاشی حقیقت کو بجائے آسانی کرنیکے اور الجھن میں ڈال دیتے ہیں۔ سورہ کہف کا چونکہ ہمارے زمانے سے ایک خاص تعلق ہے۔ اور اسمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے متعلق پیشگوئی ہے (جیسا کہ میں آگے چلکر بتاؤنگا) اسلئے اسکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپکی جماعت نے ہی حل کرنا تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی گو اپنی اپنی تحقیقات کے لحاظ سے مختلف نتیجوں تک پہنچے ہیں لیکن وہ نتیجے ایسے صاف اور بیّن ہیں کہ ایک معمولی قابلیت اور سمجھ کا آدمی بھی انکو نہایت آسانی سے سمجھ سکتا ہے ؛

میں نے بتایا ہے۔ کہ اصحاب کہف کا مسئلہ ایک بہت مشکل اور باریک مسئلہ ہے۔ اور اس کی پیچیدگی اس بات سے اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کہ اس کے متعلق ہمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی روائیت نہیں ملتی اور نہ صحابہؓ اور نہ اُمت محمدیہ کا اجماع ملتا ہے۔ اور پھر اسپر زیادتی یہ کہ مفسرین کا بھی اس بارہ میں بہت بڑا اختلاف ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ واقعہ نصاریٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ بعض مانتے ہیں۔ کہ یہ یہود کے ساتھ تعلق

رکھتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ بھی اسکا تعلق نہیں۔ پہلی قسم کے مفسر (یعنی وہ مفسر جو عیسائیوں کے متعلق اس واقعہ کو بتاتے ہیں) روایات پر اپنے علم کی بنا رکھتے ہیں۔ دوسرا گروہ مفسرین کا (جو اس واقعہ کا تعلق یہودیوں سے بتلاتا ہے) کہتا ہے کہ یہ قصہ یہودیوں میں مشہور اور موجود ہے۔ اور تیسرا گروہ کہتا ہے کہ یہودیوں سے یہ واقعہ اس لئے تعلق نہیں رکھتا۔ کہ ان ناموں میں (جو اصحاب کہف کے مشہور ہیں) ایسے نام بھی ہیں۔ جو یہودی نام نہیں ہیں۔ اسلئے ضرور وہ لوگ ایسی قوموں سے ہونگے جو یہودیوں سے تعلق نہ رکھتی ہونگی۔ اور چونکہ یہودی کسی قوم کو اپنے اندر نہیں لیتے تھے۔ اس لئے یقیناً یہ قصہ یہودیوں کا قصہ نہیں۔ اور ان کے خیال کے مطابق عیسائیوں سے یہ واقعہ اس لئے تعلق نہیں رکھتا۔ کہ یہ قصہ یہودیوں میں موجود ہے۔ اس لئے تیسرے گروہ کے خیال کے مطابق یہ واقعہ یہودیوں اور عیسائیوں دونوں میں سے کسی سے بھی تعلق نہیں رکھتا۔

اب میں حضرت خلیفۃ المسیح اول اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تحقیقاتوں کو بیان کرنے سے پہلے ان مختلف قصوں اور کہانیوں کو بیان کر دیتا ہوں جو اصحاب کہف کے متعلق مشہور ہیں۔ تاکہ اصل نتیجہ تک پہنچنے میں آسانی ہو۔

اصحاب کہف کے متعلق پہلا قصہ۔

۱۔ اصحاب کہف کا واقعہ یہودیوں اور عیسائیوں۔ دونوں میں موجود ہے Seven Sleepers سیون سلیپرس (سات سونے والے) عیسائیوں اور یہودیوں میں مشہور قصہ ہے۔ اور مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا ہے اسمیں بیان ہے۔ کہ ایک بادشاہ کی طاقت بڑھتی بڑھتی اتنی زیادہ ہو گئی۔ کہ اسکو خدائی کا خیال آنے لگا۔ اور یہ سراسر بے ہودہ اور احمقانہ خیال ترقی کرتے کرتے ایسا مضبوط ہو گیا کہ اس نے خدائی کا دعوی کر کے اپنی قوم کو اپنے خدا ماننے

مجبور کرنا شروع کر دیا۔ اس کی عادت تھی۔ کہ بڑے بڑے اُمراء اور عمائدین کے لڑکوں سے اپنے باڈی گارڈ (Body guard) مقرر کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کسی واقعہ ہائلہ کے سننے یا کسی اور سبب سے وہ کانپ گیا۔ اسکے باڈی گارڈ کو خیال ہوا۔ کہ اگر یہ خدا ہوتا جیسا یہ ظاہر کرتا ہے تو اس کے لئے ڈرنے اور کانپنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ اور انہوں نے یقین کر لیا کہ وہ بھی ان کی طرح ایک کمزور او محتاج انسان ہے۔ وہ اس خیال سے کہ اگر انہوں نے اسکے سامنے اسکی خدائی کا انکار کیا۔ تو وہ انکو کوئی گزند یا تکلیف پہنچا دیگا۔ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور ایک غار میں جا چھپے۔ بادشاہ کو جب علم ہوا۔ وہ غصہ سے آگ بگولا ہو گیا۔ اور انکو بلوا بھیجا۔ مگر انہوں نے آنے سے انکار کیا۔ بادشاہ نے اس غار کے آگے دیوار کھینچ دی۔ اور وہ سینکڑوں سال اس غار کے اندر رہے۔ یہ قصہ عیسائیوں میں مشہور ہے۔ یہودیوں میں بھی ایسا ہی واقعہ مشہور ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ یہودی کہتے ہیں۔ کہ یہ کوئی خدا پرست لوگ تھے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے لوگ تھے۔ عیسائیوں میں سے بعض لوگ یعنی پروٹسٹنٹ فرقہ نے صرف قرآن کریم کی تکذیب کرنے کے لئے اس واقعہ کا سرے سے انکار کر دیا ہے۔ مگر رومن کیتھولک فرقہ اس کا انکار نہیں کرتا۔ بلکہ اس میں مبالغہ سے کام لیتا ہے۔ اور انکا یہانتک خیال ہے۔ کہ جو شخص اس واقعہ کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے ؎

یہودی اس قصہ پر گو ایسا زور نہیں دیتے۔ مگر احادیث سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں یہود اصحاب کہف کے متعلق کچھ قصہ بیان کیا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ سے کسی نے پوچھا۔ کہ یہ رقیم کون ہیں۔ تو انہوں نے جواب میں کہا۔ کہ کعب (جو یہودیوں سے مسلمان ہوئے ہیں) کہتے ہیں۔ کہ یہ وہ شہر ہے جہاں اصحاب کہف رہتے تھے۔ تاریخ سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ مکّہ کے لوگوں نے یہودیوں سے یہ پوچھا تھا۔ کہ کوئی ایسے

سوالات ہمیں بتاؤ۔ جو ہم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے پوچھیں۔ یہودیوں نے انہیں یہی کہا تھا۔ کہ اصحاب کہف کے متعلق سوال کرو۔ ان باتوں سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہود میں یہ قصہ مشہور تھا۔ اور ان کا اسکے ساتھ تعلق بھی ہے (جیساکہ آگے چلکر بتایا جاویگا) مگر اس زمانہ میں یہود اسکو بیان نہیں کرتے اور نہ ان کی کتابوں میں اب یہ موجود ہے ۔

مسلمانوں میں بھی اس امر کے متعلق اختلاف ہے۔ کہ وہ کونسا شہر تھا۔ جس میں اصحاب کہف رہتے تھے اور جہاں یہ واقعہ ہوا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ یروشلم میں کوئی جگہ تھی۔ بعضوں کا خیال ہے۔ کہ ایشیائے کوچک میں طرطوس ایک جگہ ہے وہاں یہ واقعہ ہوا تھا۔ اور کثرت سے لوگ اس طرف ہوگئے ہیں اور یہ شہر اب طرطوس کی بجائے طرسیش کہلاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ اس شہر کا نام رقیم تھا جیساکہ ابن عباسؓ کی روایت سے پتہ لگتا ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی نام لوگوں نے اس شہر کے تجویز کیئے ہیں۔ یہاں تک تو صرف اس شہر کے متعلق اختلاف تھا۔ جسمیں اصحاب کہف رہتے تھے اور جہاں سے اس ظالم مدعی الوہیت بادشاہ کے ظلم سے نکلے تھے۔ اب اصحاب کہف کی اپنی تعیین کے متعلق بھی اختلاف ہے گو وہ اختلاف اتنا وسیع نہیں جتنا کہ شہر کے متعلق ہے۔ بعضوں کا خیال ہے۔ کہ اصحاب کہف اور ہیں اور اصحاب رقیم اور ہیں۔ اور اس خیال کے لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ اصحاب کہف وہ تین آدمی ہیں جن کا حدیث میں ذکر ہے جو بسبب شدید بارش کے پہاڑ کے ایک کہف میں چلے گئے تھے اور اس میں بند ہو گئے (ایک والدین کی خدمت کرنیوالا۔ دوسرا اپنے چچا کی لڑکی کا عاشق۔ اور تیسرا جس نے ایک مزدور کام پر لگایا تھا۔ تفصیل کے لیئے دیکھو بخاری کتاب الادب باب البر والصلۃ) لیکن یہ ان کو غلطی لگی ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

نے تو یہ فرمایا تھا۔ کہ وہ ایک کہف تھی۔ اس سے یہ پتہ نہیں لگتا۔ کہ یہ وہی کہف تھی جس کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے سو یہ حدیث بناء ہے ان لوگوں کے خیال کی جو یہ کہتے ہیں کہ اصحاب کہف اور تھے اور اصحاب رقیم اور تھے۔ لیکن زیادہ وہ لوگ ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ اصحاب کہف اور رقیم ایک ہی ہیں۔ ایسے ہی لوگوں میں وہ قصہ مشہور ہے جو میں نے اوپر بیان کیا ہے ؛

اصحاب کہف کے متعلق دوسرا قصہ

اور ایسا ہی ان میں یہ قصہ بھی مشہور ہے۔ کہ ایک بادشاہ دقیانوس نام تھا۔ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ یا یہ کہ اس کے وقت میں لوگ شرک میں بُری طرح مبتلا تھے۔ اپنے شہر والوں کی اس گری ہوئی حالت کو دیکھ کر بعض نوجوانوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک پتھر کی مورت کے سامنے جسکو انسان اپنے ہاتھ سے بناتا ہے۔ اور جس میں کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے کی طاقت تو درکنار اگر اس پر کوئی تھوک جاوے یا پاخانہ کر جاوے تو اسکو منع کرنے کی طاقت نہیں سجدہ کرنا اور اس کو ایک قادر مطلق ہستی خیال کرنا جس کے قبضۂ قدرت میں انسان کی بھلائی اور تباہی ہے ایک خیال فاسد اور نہایت بے ہودہ بات ہے۔ ان میں سے سات نوجوان اپنے شہر کو چھوڑ کر جنگل میں چلے گئے۔ اور چونکہ ایک دوسرے کے خیالات سے بالکل بے علم اور بے خبر تھا اس لئے وہ آپسمیں اپنے صحیح خیالات کا اظہار کرنے سے ڈرتے تھے۔ آخر ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ میرے دل میں ایک بات ہے جس کا میں اظہار نہیں کر سکتا۔ دوسرے نے کہا میرے دل میں بھی ایک بات ہے جسکے اظہار سے میں گھبراتا ہوں۔ اسی طرح تیسرے چوتھے پانچویں ساتوں نے ایسا ہی کہا۔ انہوں نے ایکدوسرے کو قسمیں دیں۔ کہ اگر انکی باتوں میں اختلاف ہو۔ تو کسی کو نہ بتائیں۔ پھر انہوں نے اپنے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرنا شروع کیا تو معلوم ہوا۔ کہ وہ تمام کے تمام توحید کے

قائل تھے اور شرک سے متنفر اور بادشاہ سے خوف کیوجہ سے بھاگ آئے تھے۔ آخر کار وہ ایک غار میں جا چھپے۔ بادشاہ کو کچھ دنوں بعد خیال ہوا۔ کہ امراء کے سات نوجوان لڑکے ایک لخت کہاں غائب ہو گئے۔ اس نے ان کا نام اور پتہ اور حال ایک تختی پر لکھوا دیا۔ اور ان کی تلاش شروع کی۔ مگر جب کوئی اس غار میں جاتا۔ تو آندھی آجاتی اور وہ واپس آجاتا ؞

یہ دوسرا قصہ ہے جو اصحاب کہف کے متعلق مشہور ہے۔ اس کے بعد میں ایک اور قصہ بیان کرتا ہوں۔ اور یہ قصے اس لئے بیان کرتا ہوں۔ کہ آخر میں صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے یہی قصے ہماری رہنمائی کرینگے ؞

اصحاب کہف کے متعلق تیسرا مشہور قصہ

تیسرا قصہ جو اصحاب کہف کے متعلق مشہور ہے۔ اور جو میرے خیال میں صحت کے بہت قریب اور قریباً قریباً ہمارا صحیح اور ٹھیک رہنما ہے۔ یہ ہے۔ کہ رومیوں کے ایک دارالخلافہ میں یسوع مسیح کا ایک حواری گیا۔ سلطنت کا مذہب بت پرستی تھی۔ اس کے دروازے پر پہنچنے پر اسکو علم ہوا۔ کہ وہ اس شہر میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اس بُت کو سجدہ نہ کرے جو شہر کے دروازے پر نصب ہے۔ ایک موحد انسان بھلا کس طرح گوارہ کر سکتا ہے کہ پتھر کے ایک ٹکڑے کے سامنے اپنے سر کو اس طرح جھکا دے جس طرح رب العالمین قادر مقتدر خدا کے دربار میں حاضری کے وقت وہ سر جھکاتا ہے اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر چونکہ تبلیغ کرنے کے لئے گھر سے نکلا تھا۔ اس لئے اس نے واپس جانا بھی پسند نہ کیا۔ اور وہیں حمام میں شہر کے باہر نوکر ہو گیا۔ اور جو لوگ وہاں حمام میں آتے ان کو تبلیغ کرتا۔ اسی حالت میں ایک عرصہ گذر گیا۔ کہ ایک دن بادشاہ کا لڑکا ایک عورت کو زنا کرنے کی غرض سے اس

حمام میں لایا۔ اس حواری مسیحؑ نے اس کو نصیحت کی۔ کہ اس فعل بد سے باز رہے۔ نصیحت سے متاثر ہو کر شہزادہ واپس چلا گیا۔ شہوت نے پھر زور کیا۔ شیطان نے اپنا قبضہ جمایا۔ اور پھر وہ اسی بد ارادے سے اس عورت کو اس حمام میں لایا۔ اس مرد خدا نے پھر اسکو نصیحت کی۔ کہ زنا اُن بدترین افعال میں سے ہے جو انسان اس دنیا میں اپنے خدا کے غضب کو اپنے اوپر بھڑکانے کے لئے کرتا ہے۔ اپنی بدقسمتی سے اس دفعہ وہ باز نہ آیا۔ اور اس عورت کو لیکر حمام میں چلا گیا۔ صبح کو شہزادہ بمع اس عورت کے حمام میں مرا ہوا پایا گیا۔ بادشاہ کو علم ہوا۔ تفتیش شروع ہوئی۔ الزام اس حواری پر لگایا گیا۔ وہ حواری بمع مالک حمام کے کہ وہ بھی الزام قتل میں شریک تھا۔ پانچ چھ رؤساء کے لڑکوں کو ساتھ لیکر (جو اسکی تبلیغ پر ایمان لائے تھے) بھاگ کر ایک غار میں جا اُترا۔ ان کے ساتھ ان کا کُتا بھی تھا۔ بادشاہ نے پتہ لگا کر اس غار کے آگے دیوار کھینچدی۔ وہ وہاں تین سو سال تک سوئے رہے۔ غار کے دروازے پر ایک تختی جسپر ان کے نام اور حال وغیرہ درج تھا لٹکائی گئی ؂

اصحاب کہف کے متعلق چوتھا قصہ

ان تین قصوں کے علاوہ جو مَیں نے اوپر بیان کئے ہیں۔ ایک اور قصہ بھی ہے۔ اور جو صرف محض قصہ اور کہانی ہی نہیں بلکہ تاریخی دنیا کے ایک بہت بڑے اُستاد کی قلم سے نکلا ہوا ہونے کے باعث بہت سا تاریخی مصالحہ بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور مذکورہ بالا تینوں قصوں سے زیادہ مدد ہمیں اس سے صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں ملیگی۔ یہ قصہ گبن یوں بیان کرتا ہے کہ روم کے ظالم بادشاہ (Decius) ڈیسیس کے وقت میں (Ephesus) ایفیسس کے سات نوجوان بادشاہ کے

جو روستم سے تنگ آکر ایک غار میں چلے گئے۔ جب بادشاہ کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے پتھروں سے اس غار کا مُنہ بند کروا دیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ بند کئے جانے کے بعد وہ نوجوان اس غار میں سو گئے۔ اور ڈیسیس سے ۱۸۷ برس بعد بادشاہ تھیوڈوسیس (Theodosius) کے عہد میں جاگے۔ جب کہ اتفاق سے ایک شخص نامی آڈولیاس (Adolius) کے غلام اپنے آقا کی عمارت کے لئے پتھر جمع کر رہے تھے۔ اور انہوں نے غار کے مُنہ سے بھی پتھر ہٹائے۔ جاگنے کے بعد انہوں نے اپنے میں سے ایک کو جسکا نام جیمبلیکس (Jamblicus) تھا۔ کھانا لانے کے لئے شہر میں بھیجا۔ مگر وہ بسبب پیش کرنے اس سکہ کے جس پر ڈیسیس (Decius) کی تصویر تھی اور اسکے وقت میں رائج تھا۔ جج کے پاس پکڑ کر لایا گیا۔ اور اس طرح سے ان کا پتہ لگ گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بادشاہ وقت نے خود ان کے روشن اور چمکتے ہوئے چہروں کو غار میں جاکر دیکھا۔ بعض روایات میں آتا ہے۔ کہ وہ نوجوان اس حالت میں ۳۰۷ سال تک رہے ؞

یہ تو وہ مختلف قصے ہیں۔ جو اصحاب کہف کے کسی مشرک ظالم بادشاہ کے خوف اور شرک سے تنفر کے سبب اس کے شہر چھوڑنے اور ایک غار میں جاکر چھپنے کے متعلق مشہور ہیں۔ اور سوائے ایک خفیف اختلاف کے قریباً تمام کا مضمون ایک ہی ہے۔ اب مَیں اور چند اختلافات کا ذکر کرتا ہوں۔ جو اصحاب کہف اور رقیم کے متعلق تفاسیر میں پائے جاتے ہیں ؞

رقیم کے متعلق اختلافات

لفظ رقیم کے متعلق بہت بڑا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ رقیم اس شہر کا نام ہے۔ جس سے اصحاب کہف نکلے تھے۔ بعض کہتے ہیں اس کتّے کا نام ہے جو ان کے ساتھ تھا۔ بعض کہتے ہیں اس وادی کا نام ہے جس میں وہ اُترے تھے۔ بعض کہتے ہیں

اس پہاڑ کا نام ہے جس میں وہ کہف تھی۔ بعض کہتے ہیں اس شریعت کا نام ہے جس پر وہ عمل کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں رقیم نام ہے اس تختی کا جس پر انکا حال درج تھا۔ اور اس کہف کے دروازے پر لٹکائی گئی تھی۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ رقیم وہ پتھر تھا جس پر ان لوگوں نے اپنا حال لکھا ہوا تھا۔ یہ تمام اختلافات ہیں جو لفظ رقیم کے متعلق پائے جاتے ہیں۔

اس اختلاف سے کم از کم یہ پتہ ضرور چلتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں کچھ نہیں فرمایا۔

پھر اس امر میں بھی اختلاف ہے۔ کہ ان کے جسم سڑ کیوں نہ گئے۔ وہ وہاں تین سو سال تک کس طرح زندہ رہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ شمال کی طرف غار کا منہ تھا۔ اس لئے اس میں روشنی نہیں پڑتی تھی۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ غار اس قسم کی تھی۔ کہ اس میں سورج بہت تھوڑے وقت کے لئے چمکتا تھا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ سورج وہاں بالکل نہیں پڑتا تھا۔ بلکہ وہاں سے کترا جاتا تھا۔ اس لئے ان کے جسم نہیں سڑتے تھے۔ لیکن بعض کہتے ہیں۔ کہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ اور وہ جلدی جلدی پہلو بدلتے تھے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ سال کے بعد ان کا پہلو بدلا جاتا تھا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ نو سال کے بعد ان کا پہلو بدلا جاتا تھا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ نہیں سو سال کے بعد وہ پہلو بدلتے تھے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ تین سو سال تک انہوں نے سانس نہیں لیا۔

اصحاب کہف کے کتے کے متعلق اختلاف۔

اس اختلاف سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس بارہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں کچھ علم نہیں ملتا۔ پھر کتے کے متعلق اختلاف ہے کہ اس کا رنگ کیا تھا۔ قد کیا تھا۔ اسکی آنکھیں اور کان کیسے تھے۔ بعضوں کا خیال ہے۔ کہ وہ کتا ان کی ڈیوڑھی کے آگے بیٹھا رہتا تھا۔ بعض کہتے ہیں

کوئی کتا نہیں تھا۔ بلکہ شیر تھا۔ . . . . اور دلیل وہ یہ دیتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جہاں کتا ہو وہاں فرشتہ نہیں آتا۔ اور اصحاب کہف تو باخدا اور پاک لوگ تھے۔ وہ کس طرح کتا رکھ سکتے تھے لیکن بعض نے اسکو اس طرح نباہا ہے۔ کہ کسی کا کتا ان کے ساتھ آگیا تھا۔ انکا اپنا کتا نہیں تھا۔ بعض یہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ کلب نہیں بلکہ کالب ہے۔ یعنی ایک کتے والا ان کے ساتھ تھا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ کتا وغیرہ کچھ نہیں تھا۔ ان میں سے جن کے سپرد حفاظت کی ڈیوٹی تھی۔ انہی میں سے ایک کو کلب کہا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ کالب سے مراد کالی یعنی حفاظت کرنے والا ہے۔ پھر کتے کے کھانیکے متعلق سوچا۔ تو بعض اس طرف گئے۔ کہ چونکہ غار کے اندر کھانے کو تو کچھ ملتا نہیں تھا۔ اور اصحاب کہف ۳۰۹ برس غار میں رہے۔ کتا اپنی بھوک بجھانے کے لئے اپنے ہاتھ چاٹتا تھا ؛

اب یہ خیال ہوا۔ کہ اتنی دیر غار میں رہنے سے ان کی شکل میں کوئی تغیر نہ آیا تو بعضوں کو یہ بات گھڑنی پڑی۔ کہ ان کی شکل تبدیل ہو گئی۔ ان کے سر کے بال اور ناخن بہت بڑھ گئے۔ لیکن بعض کہتے ہیں۔ اور یہ سب لغویات ہیں۔ اصحاب کہف خود کہتے ہیں۔ کہ لبثنا یوماً او بعض یوم ہم غار میں دن کا کچھ حصہ رہے ؛

خیر۔ یہ وہ خیالات ہیں۔ جو مختلف لوگوں اور مفسرین نے اصحاب کہف کے متعلق بیان کئے ہیں ؛

اب ان کے غار سے باہر آنے کے متعلق یہ قصہ مشہور ہے۔ کہ غار میں اتنا لمبا عرصہ رہنے کے بعد اصحاب کہف میں سے ایک غار سے باہر کچھ کھانا وغیرہ خریدنے کے لئے آیا۔ اس نے دکاندار کو روپیہ دیا۔ دوکاندار یہ روپیہ دیکھ کر حیران رہ گیا (کیونکہ اصحاب کہف کے پاس تو ۳۰۹ برس پہلے جو سکہ رائج تھا وہ تھا) کہ یہ روپیہ کس بادشاہ کا ہے۔ اس نے بادشاہ کا نام لیا۔ دوکاندار نے کہا۔ کہ ہمارے

بادشاہ کا یہ نام نہیں۔ وہ پکڑا گیا اور بادشاہ کے پاس لایا گیا۔ بادشاہ نے اس سے اس کا حال پوچھا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ ہم تو صرف ایک دن یا دن کا کچھ حصہ غار میں رہے ہیں۔ واپس آیا ہوں۔ تو یہ حال پایا۔ بادشاہ عیسائی ہو چکا ہوا تھا۔ وہ سمجھ گیا۔ کہ یہ تو وہی موحد نیک عیسائی ہیں۔ جو اس سے پہلے مشرک بادشاہ کے خوف سے غار میں جا کر چھپ گئے تھے۔ بادشاہ ان کو ملنے کے لئے غار کے اندر گیا۔ لیکن پہلے اس کے کہ وہ ان سے ملتا وہ تمام کے تمام مر گئے۔ بادشاہ نے ان کی یادگار میں وہاں گرجا بنا دیا۔ اور خود فقیر ہو گیا۔ اور کئی سال تک اس غار میں رہا۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جن کی بنیاد محض قصے کہانیوں پر ہے۔ مگر آگے چلکر ہمیں پتہ لگتا ہے۔ کہ ان قصے کہانیوں میں بہت سا تاریخ کو بھی دخل ہے اور درحقیقت یہ تاریخی واقعات ہیں جن کو کہانیوں اور قصوں کا رنگ دیا گیا ہے*

بعض صحابہؓ کے متعلق آتا ہے۔ کہ انہوں نے اس غار کو دیکھا تھا جسمیں اصحاب کہف چھپے تھے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ حضرت معاویہؓ نے یمن میں اسکو دیکھا تھا ۔

تاریخ سپین کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شہر غرناطہ کے قریب ایک شہر اُجڑا پڑا ہے۔ جسکے متعلق مشہور ہے۔ کہ وہ دقیوس بادشاہ کا دارالخلافہ تھا۔ اور اس کے قریب چند مقبرے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ یہ انہیں اصحاب کہف کی ہیں۔ یہ روایات اور قصہ جات ہیں۔ اور یہ وہ حالات ہیں جو اصحاب کہف کے متعلق مسلمانوں میں مشہور ہیں۔ اور جو ہمیں اصل حقیقت کی طرف لیجانے میں ممد و معاون ہونگے ۔

---

*فٹ نوٹ) مرطونس۔ بیرونس۔ ڈینی موس اس قسم کے ان کے نام بتائے جاتے ہیں۔ بعض روایات کے مطابق مرطونس ہی کھانا لینے کے لئے غار سے باہر آیا تھا یملیخا بھی ان کے سرگروہ کا نام بتایا جاتا ہے۔ منہ

ان مختلف قصوں اور کہانیوں کے بیان کرنیکے بعد اور ان اختلافات کے بعد جو تفسیروں میں اصحاب کہف کے متعلق اور ان چیزوں کے متعلق جو اصحاب کہف سے تعلق رکھتی ہیں پائے جاتے ہیں۔ میں اپنی سمجھ کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا خیال اور تحقیق بھی احباب کے لئے لکھ دیتا ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

نکودیمس کی انجیل میں یہ واقعہ مذکور ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ کو صلیب دینے کے بعد یہودیوں نے یوسف آرمیتھیا کو بھی اس خیال میں کہ وہ مسیح کا مرید ہے قید کر لیا۔ اور صبح کو جب وہ قید خانہ میں گئے تو یوسف کو وہاں نہ پایا چنانچہ یوسف نے بعد میں خود یہ واقعہ سنایا۔ کہ جب وہ قید خانہ میں تھا تو رات کے وقت اسکو ایک شخص نظر آیا۔ اس کا چہرہ بڑا نورانی تھا یوسف نے اسکو کہا۔ کہ تو ہمارا رب الیاس ہے۔ اس نے کہا نہیں! میں تیرا آقا مسیحؑ ہوں۔ تب مسیح اسکو لیکر آرمیتھیا آئے۔ صبح کو اٹھکر یوسف نے اپنے آپکو آرمیتھیا میں پایا۔ اور پھر مذکور ہے۔ کہ یوسف آرمیتھیا چند آدمیوں کو ساتھ لیکر اٹلی پہنچا۔ اور وہاں سے انگلستان آیا اور گلیسٹن بری میں اترا جہاں اس نے ایک گرجا بنایا۔ اور مسیحؑ کے آخری کھانیکا برتن (ہولی گریل) اس کے ساتھ تھا۔ اور یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے۔ جب حضرت مسیحؑ کشمیر کو ہجرت کر گئے۔ پہلا واقعہ ممکن ہے محض افسانہ ہو یا ممکن ہے یوسف کا کشف ہو۔ لیکن دوسرا واقعہ تو تاریخی طور پر ثابت ہے چنانچہ (William of Malmsbury) ولیم آف مامسبری لکھتا ہے کہ سینٹ فلپ (St. Philip) نے یوسف آرمیتھیا کو انگلینڈ میں چند آدمیوں کا سرگروہ بنا کر بھیجا۔ جہاں پہنچکر اس نے سامرسٹ شائر (Somersetshire) میں ایک جزیرہ حاصل کر کے وہاں ایک گرجا بنایا جو بعد میں گلیسٹن خانقاہ

(Glaston Abbey) کے نام سے مشہور ہوا۔ ولیم یہ بھی لکھتا ہے۔ کہ یوسف کے ساتھ ہولی گریل (Holy Grail) یعنی مسیحؑ کے آخری کھانے کا برتن بھی تھا ؎

پھر انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں گلیسٹن بری (Glastonbury) کے حال میں بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ یوسف آرمیتھیا اس جگہ آیا تھا ؎

سو حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی تحقیق کے مطابق یوسف آرمیتھیا اور اس کے ساتھی اصحاب کہف ہیں۔ اور پھر موجودہ زمانہ میں انگریزوں پر سورۃ کہف کا بہت سا حصہ چسپاں ہوتا ہے۔ اور وہ اصحاب کہف ہیں مگر عقائد میں یوسف آرمیتھیا اور اس کے ساتھیوں سے بالکل مختلف۔ چنانچہ وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدًا* تثلیث۔ مسیح کے ابن اللہ ہونے کا عقیدہ اور الوہیت مسیح۔ ان عقائد کے سب سے بڑے حامی اور سب سے زیادہ اس کی اشاعت میں سعی اور جوش و خروش کرنے والے انگریز ہی ہیں ؎

ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم الخ انگلینڈ یورپ کے شمال کی طرف برّ اعظم سے کٹ کر واقعہ ہے۔ اور یہ کہف سے مشابہت دیا جا سکتا ہے۔ الرقیم۔ ان کی ہر ایک چیز پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔ اصحاب الکھف والرقیم۔ میں عیسائیت کی تاریخ کا ایک مختصر سا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ فرمایا کہ پہلے عیسائیت نے غاروں میں اور زمین دوز مکانوں میں اپنا بچپن گذارا اور نشوونما پائی۔ پھر ترقی کرتے کرتے آج وہ زمانہ آگیا۔ کہ عیسائیت نے اپنے عقائد کو ہر زبان میں لکھ کر اور چھاپ کر شائع کیا۔ اور بھی کئی طریقوں سے جنہیں لکھنے کو تعلق تھا اپنے مذہب کی اشاعت کی ؎

فضربنا علیٰ اذانھم فی الکھف سنین عددًا۔ (ہم نے ان کو

* اور ڈرائے ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے ؎

کئی سالوں تک سُننے سے روکے رکھا) یعنی ایک عرصہ دراز تک یہ لوگ متمدن اور مہذب دنیا سے بالکل علیحدہ رہے۔ چنانچہ آزمنہ متوسط (Middle Ages) میں جب ایشیاء تمدن و تہذیب میں اپنے معراج پر تھا۔ انگلینڈ اور اس کے قریب کے ملک وحشت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور انگریز لوگ تو بالکل ننگے پھرتے تھے ؛

ثم بعثناھم ؕ پھر یورپ کی قومیں دنیا میں پھیلیں اور تمام ملکوں پر قبضہ کر لیا۔ اور سب سے زیادہ مقبوضات انگلینڈ کے ہی ہیں ؛

وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن کھفھم ذات الیمین الخ اس آیت سے پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ کسی ایسی غار میں تھے۔ جہاں سورج بہت کم پڑتا تھا۔ اور جغرافیہ سے معمولی واقفیت رکھنے والا انسان خوب سمجھ سکتا ہے کہ ایسی غار وہ ہو سکتی ہے جس کا مُنہ شمال کی طرف واقع ہو اور وہ ایسے علاقہ میں ہو جو نصف کرہ شمالی میں خط سرطان سے اوپر شمال کی طرف واقع ہو۔ اور یہ تعریف انگلینڈ پر صادق آتی ہے ؛

تحسبھم ایقاظاً وھم رقود۔ (تُو ان کو خیال کرتا ہے جاگتے ہوئے حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں) میں اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ ایک مدت مدید تک انگریز مہذب دنیا سے بالکل منقطع اور حالات زمانہ سے بالکل غافل رہے ؛

ونقلبھم ذات الیمین وذات الشمال ؕ اس میں یورپین قوموں اور خاصکر انگریزوں کی حرکت کی طرف اشارہ کیا۔ کہ جب وہ دنیا میں نکلے تو کس طرح وہ تمام اطراف میں پھیل گئے ؛

کلبھم باسطٌ ذراعیہ۔ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ اسپر خاص زور دیا کرتے تھے کہ ہر انگریز کے ساتھ کتا ہوتا ہے جو اسکی کوٹھی وغیرہ کی حفاظت کرتا ہے ؛

ؕ ترجمہ:۔ پھر ہم نے ان کو اٹھایا ؛ ؕؕ ترجمہ:۔ ہم کروٹیں بدلواتے ہیں ان کی دائیں اور بائیں ؛

لواطلعت علیہم ۔۔۔۔ رعبا ۱۸* ۔ انگریزوں کی کوٹھیوں میں جانے سے ڈر معلوم ہوتا ہے ؏

فابعثوا احدکم بورقکم ...... ازکیٰ طعاماً ۔ اسکے متعلق حضرت خلیفہ اوّل رض فرمایا کرتے تھے ۔ کہ یوروپین قومیں اور خاصکر انگریز نہایت دانائی سے ہر جگہ سے غلہ سمیٹ کر اپنے ملک میں لیجاتے ہیں ۔ اور یہ بھی معلوم اور مشہور بات ہے ۔ کہ یوروپین قومیں دنیا میں تجارت کیلئے نکلیں اور اس میں انہوں نے نام حاصل کرلیا اور تجارت کے ذریعہ ہی انہوں نے ملکوں پر قبضہ کیا ؏

قال الذین غلبوا .... مسجداً ۔ یوسف آرمیتھیا اور ان کے ساتھیوں کی یادگار میں گلسٹین بری میں ایک گرجا بھی بنایا گیا ؏

ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا (ان کی تمام کوششیں اس دنیا کے متعلق ہی خرچ ہوگئیں) بھی سب سے بڑھکر انگریزوں پر ہی صادق آتی ہے ۔ جسقدر حرص دنیا کی ان میں ہے اور کسی قوم میں نہیں پائی جاتی ۔ ہر قسم کے دنیاوی آرام و آسائش ان کو میسر ہیں ۔ اور سلطنت ان کی اسوقت دنیا کی تمام سلطنتوں سے وسیع ہے چنانچہ یہ مشہور ضرب المثل ہے ۔ کہ "سلطنت برطانیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا"

یہ تو ایک مختصر ساخاکہ اصحاب کہف کے متعلق حضرت خلیفہ اوّل رض کے خیالات کا ہے اور ممکن ہے ۔ کہ اس میں بعض باتیں نہایت کمزور بھی لکھی گئی ہوں ۔ لیکن چونکہ جو کچھ لکھا گیا ہے وہ میرے اپنے الفاظ میں ہے اور میں نے اسکو اپنی استعداد کے مطابق لکھا ہے ۔ اس لئے تمام غلطیاں اور کمزوریاں میری طرف منسوب ہوں ؏

اصحاب کہف کے متعلق اب تین قسم کے خیالات سے ہم واقف ہو چکے

* ترجمہ:۔ اگر تو ان پر جھانکے ۔ تو دوڑتا ہوا واپس ہو اور ان کے رعب سے تیرا دل بھر جاوے ؏ ** ترجمہ:۔ بس بھیجو اپنے میں سے ایک کو اپنے روپے کے ساتھ پس وہ دیکھے کہ کونسا کھانا ستھرا ہے ؏

ہیں۔ اوّل وہ قصے جو عیسائیوں میں (Seven Sleepers)
(سات سونیوالے) کے نام سے مشہور ہیں۔ دوئم وہ باتیں جو مفسرین
نے ان کے متعلق لکھی ہیں۔ اور سوئم حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ
کی تحقیقات ہے۔ ان تین قسم کے خیالات کے بعد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کا ایک الہام جو اصحاب کہف کے متعلق ہے لکھتا ہوں۔

اصحاب کہف کے متعلق حضرت مسیح موعود کا الہام

ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفہ ثانی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ کہ حضور علیہ السلام سے اصحاب کہف کے متعلق جاکر پوچھیں۔ یہ غالباً ۱۹۰۶ء کی بات ہے۔ حضرت صاحب اسوقت مضمون لکھ رہے تھے جب حضرت خلیفہ ثانی (اسوقت حضور کی عمر چھوٹی تھی) نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اصحاب کہف کے واقعہ کے متعلق سوال کیا۔ اور ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا خیال (جو اوپر بیان ہو چکا ہے) بھی مختصر طور پر بیان کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سُن کر فرمانے لگے "جاؤ غلط ہے۔ **اصحاب الکہف و الرقیم میری جماعت ہے۔** میرا یہ الہام ہے"۔

اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کی بنا پر اصحاب کہف کے واقعہ کو حضرت صاحب کی جماعت کی آئندہ حالت کے متعلق ایک پیشگوئی سمجھ لیں۔ تو تمام پیچیدگیوں اور الجھنوں سے ہم نجات پا سکتے ہیں۔ ہمیں نہ پھر اصحاب کہف۔ انکی تعداد۔ کسی غار۔ ان کے اس غار میں رہنے کی مدّت اور طرز رہائش۔ اور اس غار کی جائے وقوع کے معلوم کرنے کی ضرورت رہتی ہے۔ اور نہ کسی کتے۔ کسی شہر اور بادشاہ کو تلاش کرنیکی حاجت۔ ہم صرف اتنا کہہ دینگے۔ کہ یہ ایک پیشگوئی ہے جو کسی آئندہ وقت میں پوری ہوگی۔ اور وہ کب پوری ہوگی یا کس طرح سے ہوگی

اس کا علم ابھی پردہ غیب میں ہے۔ لیکن ہم اس تمام واقعہ کو ایک پیشگوئی سمجھکر نجات نہیں پا سکتے۔ کیونکہ الفاظ قرآن سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ واقعہ کسی پہلے زمانہ میں بھی ہو چکا ہے۔ پس صرف یہ کہدینا۔ کہ یہ ایک امر مستقبل کے متعلق بیان ہے۔ ہمارے لئے باعث تسکین نہیں ہو سکتا۔ ذوالقرنین کے واقعہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اوپر چسپان فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ یہ میرے متعلق پیشگوئی ہے۔ مگر جہاں حضرت صاحب نے اس واقعہ کو اپنے متعلق ایک پیشگوئی بیان فرمایا ہے۔ وہاں ساتھ ہی اس شک کا ازالہ بھی کر دیا ہے۔ کہ میرے اس واقعہ کو اپنے اوپر چسپان کرنے سے کوئی یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ میں اس گذشتہ واقعہ کا جو ذوالقرنین کے متعلق ہو چکا ہے انکار کرتا ہوں۔ یہی حال اصحاب کہف کی پیشگوئی کا ہے۔ کہ جہاں ہم اسکو حضرت صاحبؑ کی جماعت کے متعلق ایک پیشگوئی سمجھینگے وہاں ہمیں گذشتہ واقعہ کا بھی صحیح علم معلوم کرنیکی ضرورت ہے ؂

اب تین قسم کے خیالات (جو اوپر بیان کئے گئے ہیں) اور حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب کہف کے متعلق الہام کے بیان کرنیکے بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تحقیقات کے متعلق کچھ لکھتا ہوں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی واضح کر دیتا ہوں۔ کہ اس مضمون کا کثیر حصہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اس درس سے لیا گیا ہے جو حضور نے ۲۰۔ مئی سنہ ۱۹۲۰ء کو مسجد اقصیٰ میں بعد از نماز عصر دو دن تک دیا۔ لیکن یہ مضمون حضور کے نام سے اس لئے نہیں لکھا گیا کہ ممکن ہے کہ میں نے کوئی بات اپنی کمیٔ لیاقت و استعداد کی وجہ سے سمجھنے میں غلطی کی ہو۔ اور میں اس کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف منسوب کر کے ایک معصیت کا مرتکب ہو جاؤں۔

(Catacombs of Rome) (روم کے زمین دوز مقبرے) ایک کتاب ہے جو اصحاب کہف کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تحقیقات کی باعث ہوئی ہے

یہ کتاب ایک پروٹسٹنٹ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے۔ کہ چند عیسائی تھے۔ جو اس زمانہ میں جب مشرکین بادشاہوں کی طرف سے عیسائیوں پر ظلم ہوتا تھا آکر ان غاروں میں چھپے تھے۔ اور انکی قبریں یہاں ہیں۔ ان قبروں کے کتبوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیحیوں میں جو آجکل رسومات ہیں۔ یہ ان میں نہ تھیں۔ یہ کتاب رومن کیتھولک فرقہ کے خلاف لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں اس بات کا بھی ذکر ہے۔ کہ شفاعت کا مسئلہ عیسائی مذہب میں نہیں ہے۔ اور نیز اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے۔ کہ مظالم کے زمانہ میں عیسائی تین سو سال تک یہاں رہے ؎

سورۃ کہف کو غور سے مطالعہ کرنے سے مندرجہ ذیل امور ظاہر ہوتے ہیں۔

۱۔ ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا۔ (ترجمہ۔ کیا تو گمان کرتا ہے۔ کہ اصحاب کہف اور رقیم ہماری عجیب ایات میں سے ہیں؟) اس آیت میں اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کا آیات عجیبہ میں سے ہونے سے انکار کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی خاص بات اصحاب کہف اور رقیم میں نہیں ہے۔ مگر اصحاب کہف کے متعلق جو عجیب اور مضحکہ خیز باتیں تفاسیر میں موجود ہیں اور لوگوں کی زبانوں پر جاری ہیں۔ وہ ایسی ہیں۔ کہ تاریخ کا سنجیدگی سے مطالعہ کرنیوالا آدمی ان کو خوش کن قصوں اور افسانوں سے زیادہ وقعت نہیں دے سکتا۔ اس آیت سے کم از کم اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ تاریخ دنیا میں مل سکتا ہے۔ اور ہمیں کسی خاص قسم اور کسی عجیب و غریب جگہ کی تلاش کی ضرورت نہیں بلکہ ہمیں تاریخ کے معمولی واقعات کو دیکھنا چاہیئے۔ اور عام آیات اللہ میں ہمیں اسکی جستجو کرنی چاہیئے ؎

دوسری آیت قابل غور فلا تمار فیھم الا مراء ظاھرا ہے۔ (ترجمہ۔ تو جھگڑا

کران۔ سے مگر ظاہر باتوں کے متعلق) اس آیت سے بھی یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ دنیا
کے لوگوں کو یہ واقعہ معلوم تو ہے۔ اور یہ کوئی مخفی امر نہیں۔ مگر غلط طور پر مشہور
ہے۔ اسی لئے فرمایا۔ وَلَا تستفت فیھم منھم احدًا۔ (ترجمہ۔ نہ دریافت کر
ان کے متعلق کسی سے) اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ لوگوں میں
غلط طور پر مشہور ہے۔ اور وہ ایک متلاشی حقیقت کو صحیح نتیجہ تک رہنمائی
نہیں کر سکتے۔ سو اس واقعہ کی حقیقت کو معلوم کرنیکے لئے خدائے تعالیٰ
کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ من یھد اللہ فھو المھتد ؛

پھر آیت سیقولون ثلاثۃ رابعھم کلبھم ویقولون خمسۃ
...... کلبھم۔ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے وقت میں بھی اصحاب کہف کے متعلق لوگوں میں چہ مے گوئیاں اور
ٹک بندیاں ہوتی رہتی تھیں۔ اور لوگوں کو اصحاب کہف کے متعلق کچھ حد
تک علم تھا۔ گو وہ علم صحیح اور درست نہ ہو۔ اور لوگوں میں اس کے متعلق
گفتگو ہوتی تھی گو اس کی تفصیل صحیح طور پر لوگ نہ جانتے ہوں

سو ان آیات کو مدنظر رکھکر بجائے بہت پرانے کتبوں کو دیکھنے اور دنیا
کی عجیب و غریب باتوں میں اصحاب کہف کو تلاش کرنے کے اگر ان قصوں
کو (جو اوپر بیان کیئے گئے ہیں) جو تواتر سے لوگوں میں مشہور ہیں اور ایک
نہایت قلیل اختلاف کے تمام کا مضمون قریباً ایک جیسا ہی ہے تاریخ سے
تطبیق دی جاوے تو بات آسان ہو جاتی ہے۔ پہلے ایک قصہ میں یہ بتایا
گیا ہے۔ کہ دقیانوس ایک بادشاہ کے زمانے کا یہ واقعہ ہے۔ اور یہ بھی
بیان کیا گیا ہے۔ کہ ۹۵ فیصدی روایات بتاتی ہیں۔ کہ یہ لوگ مسیحی تھے۔
گو یہود کو بھی اس واقعہ سے تعلق ہے مگر بہت کم۔ پھر ان قصوں سے یہ بھی
پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ کوئی رومی شہر تھا جسمیں وہ لوگ گئے تھے۔ پھر میکیل مینا

اور ڈیسی موسس کے متعلق بھی بتایا جا چکا ہے۔ ان سب باتوں کو ملا کر اور مذکورہ بالا تمام قصوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ دو باتیں نہایت قوی اور صحیح معلوم ہوتی ہیں ؛

۱۔ یہ کہ وہ مسیحی لوگ تھے۔ ۲۔ یہ کہ یہ واقعہ ایسے شہر میں ہوا جہاں مسیح کا کوئی حواری گیا تھا۔ اور اس شہر کے دروازے پر پرستش کے لئے بُت رکھے ہوئے تھے۔ اور ہر نووارد ان بتوں کو سجدہ کرنے کے لئے مجبور کیا جاتا تھا۔ اب ان کہانیوں کو اگر تاریخ سے تطبیق دی جاوے۔ اور حضرت مسیحؑ کے حواریوں کا راستہ تلاش کیا جاوے۔ تو سوائے روم دارالخلافہ اٹلی کے کہیں ان کا پتہ نہیں چلتا۔ روم میں مسیحؑ کے حواری گئے ہیں۔ بلکہ پطرس مسیحؑ کا خلیفہ بھی وہاں گیا چنانچہ ایک گرجا میں اس کی قبر بتائی جاتی ہے اور پولوس کے وہاں جانیکا پتہ بھی لگتا ہے۔ چنانچہ اینسائکلوپیڈیا آف ریلیجنز ... ... اینڈ ایتھکس En. of Religions & Ethics میں کیٹاکومبز (Catacombes) کے ہیڈنگ کے نیچے لکھا ہے "عیسائیوں کے بے شمار مقبرے جنکو کیٹاکومز (Catacombes) کے عام لفظ سے پکارا جاتا ہے۔ روم میں پُرانی عیسائیت کی بہت قابل قدر یادگار ہیں۔ جن کا علم ہم تک پہنچا ہے ان کا آغاز پہلی صدی بعد مسیح سے ہے۔ اور ان کا تعلق عیسائیت کی تبلیغ واشاعت سے ہے جس کو پطرس نے روم میں پہلی صدی میں شروع کیا تھا۔" پھر اینسائکلوپیڈیا بریٹنیکا میں کیٹاکومز (Catacombes) کے ہیڈنگ کے نیچے لکھا ہے۔ کہ ایپن وے (Appian way) میں پطرس اور پولوس کی لاشیں ایک سال اور سات مہینے تک پڑی ہیں ؛

روم کی تاریخ سے ہمیں پتہ چلتا ہے۔ کہ وہاں بتوں کی بڑی پوجا ہوتی تھی۔ اور یہی شاہی مذہب تھا اور اس واقعہ سے جو اوپر بیان ہو چکا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہر دارالخلافہ تھا۔ اور سوائے روم کے اور کوئی بُت پرستوں کا دارالخلافہ نہیں جہاں مسیحی لوگ گئے ہوں

چنانچہ مسٹر نارووڈ ینگ (Norwood Young) اپنی کتاب سٹوری آف روم (Story of Rome) میں رومیوں کی بت پرستی[۳۰] کے متعلق وضاحت سے لکھتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ روم کے لوگ بھی یونانیوں کی طرح بہت دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے۔ اور ان تمام دیوتاؤں کو سب سے بڑے دیوتا "قسمت" کے ماتحت سمجھتے تھے۔ اور وہ خیال کرتے تھے۔ کہ انسان کے تمام کام ان خداؤں یا دیوتاؤں کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں۔ اور اسی لئے ان دیوتاؤں کی رضا حاصل کرنے کے لئے وہ مندر بناتے تھے اور ان میں قربانیاں کیا کرتے تھے۔ وقلمند (Jupiter) جوپٹیر اور (Juno) جونیو بڑے خدا تھے۔ اور وہ سمجھتے تھے۔ کہ ایک دیوتے کی رضا حاصل کرنا اور اسکے غصے کو ٹھنڈا کرنا دشمن کی تمام فوج کو ہلاک کرنے سے بہتر ہے۔" عیسائیت ان تمام عقائد کو باطل ٹھیراتی تھی۔ اور یہ بات رومی لوگ قطعاً برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اسی سبب سے ان لوگوں نے عیسائیوں کو تکلیفیں اور ایذائیں دیں۔ چنانچہ نیرو (Nero) جو کہ پہلی صدی بعد مسیح میں روم کا بادشاہ تھا۔ سخت ظالم اور بے درد انسان تھا۔ اس نے عیسائیوں کو دکھ دینا شروع کیا۔ اور چاہا۔ کہ خدا کے بھیجے ہوئے مذہب کو بیخ و بنیاد سے اکھیڑ کر پھینک دے۔ اور اس نے اپنے وقت میں غریب عیسائیوں کو چن چن کر نہایت سفاکانہ اور ظالمانہ طریقوں سے قتل کیا۔ چنانچہ سٹوری آف روم میں لکھا ہے۔ کہ ان غریب عیسائیوں میں سے بعضوں کو جنگلی درندوں کے چمڑے پہنا کر کتوں سے پھڑوایا جاتا تھا۔ اور بعضوں کو صلیب پر باندھ کر وہیں بھوکا مارا جاتا تھا۔ اور رات کے وقت ایک بڑے تھیٹر میں ان کی لاشوں کو جلا کر تماشا دیکھا جایا کرتا تھا۔ بعض بیچارے گاڑیوں کے پہیوں کے ساتھ باندھے جاتے تھے اور اس ظالمانہ طریق سے ان کی زندگیوں کا خاتمہ کیا جاتا تھا۔ بعضوں کو کتوں اور ریچھوں کے آگے ڈال دیا جاتا تھا۔ اور عورتوں کو

[۳۰] اور ان کے عیسائیوں پر ظلم اور بطرس کے روم میں جانے اور وہاں رہنے کے

خونخوار بیلوں کے سینگوں کے ساتھ باندھ کر ہلاک کیا جاتا تھا مگر ان طریقوں سے وہ انہیں ان کے مذہب سے پھیرنے میں کامیاب کیسے ہو سکتا تھا ع

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

ظالم نیرو اس بات کو دیکھکر اور بھی زیادہ جلتا تھا کہ بیچارے غریب عیسائی نہایت خوشی سے اپنی جانوں پر کھیل جاتے تھے۔ چنانچہ سینیکا (Seneca) ایک شخص جس نے ایسے ظالمانہ نظاروں میں سے بعض نظارے بچشم خود دیکھے اپنے ایک دوست کو جو بخار کی وجہ سے سخت اضطراب میں تھا۔ لکھتا ہے۔ "میرے دوست تمہاری تکلیف آگ کے ان شعلوں کے آگے کیا حقیقت رکھتی ہے جس میں بیچارے بے کس و بے بس عیسائیوں کو جلایا جاتا ہے۔ اور وہ کوئی چیخ پکار یا واویلا نہیں کرتے۔ صرف یہی نہیں بلکہ شکایت تک نہیں کرتے۔ میں کہتا ہوں۔ یہ بھی بہت ہے۔ وہ چون و چرا اور اف تک نہیں کرتے۔ بلکہ نہایت خوشی سے ہنستے ہنستے اپنی جان دیتے ہیں"

مسٹر ہارڈ ڈینگ لکھتا ہے۔ کہ انہی دنوں میں جب عیسائیوں کی یہ حالت تھی۔ کہ "پطرس اور پولوس بھی شہید کیئے گئے" اور روایات سے ہمیں پتہ لگتا ہے۔ کہ پطرس کا پہلا گھر روم میں آکیلا اور پرسیلا کا گھر تھا جو اوینٹائین (Aventine) پر واقع ہے۔ مگر وہاں وہ زیادہ دیر تک نہیں رہا۔ بلکہ یہودیوں کی ہمسائیگی کو ناپسند کرتے ہوئے وہ ایک گھر میں چلا گیا جو وایا نامنٹانا پر واقع تھا۔ (Via Nomentana) اور پھر رومن سینیٹر (Senator) پیوڈنز (Pudens) کے گھر میں رہنے لگا۔ جہاں اس نے اسکی لڑکیوں کو بپتسمہ بھی دیا۔ یہ پیوڈنز کا گھر ہی تھا جس سے پطرس نیرو کے ظلم سے نجات پانے کے لئے شہر روم کو ترک کرنے کے ارادے سے نکلا۔ سینٹ ایمبروز (St. Ambrose) لکھتا ہے۔ کہ پطرس شہر کے

دروازے سے گذر کر اپین وے (Appian way) پر جا رہا تھا۔ کہ اس نے مسیحؑ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا اور اس سے سوال کیا۔ "خداوند تو کہاں جاتا ہے؟" مسیحؑ نے جواب دیا۔ "میں روم میں دوبارہ صلیب دیا جانے کے لئے جا رہا ہوں۔" پطرس نے کہا۔ "اے میرے آقا۔ کیا تو دوبارہ صلیب دیا جاویگا؟" مسیحؑ نے جواب دیا۔ "ہاں میں دوبارہ صلیب دیا جاؤنگا۔" تب پطرس نے کہا۔ "میں بھی واپس شہر تیرے ساتھ چلتا ہوں۔" پطرس کا اتنا کہنا تھا۔ کہ مسیحؑ آسمان کی طرف چڑھ گئے اور پطرس نہایت حسرت بھری نگاہوں سے ان کو دیکھتا رہا۔ جب پطرس کو ہوش آئی۔ (معلوم ہوتا ہے۔ اسکو کشف ہو رہا تھا) تو اسکو سمجھ آئی۔ کہ اسکے وجود میں مسیحؑ کو دوبارہ صلیب دی جاویگی۔ پطرس واپس ہو کر شہر میں آیا۔ اور وہاں اپنے دوستوں کو تمام ماجرا سنایا۔ ایک اور روایت میں آتا ہے۔ کہ "پطرس اور پولوس دونوں میمرٹائن (Mamertine) جیل خانہ میں اکٹھے قید کیئے گئے۔ اور پھر بعد میں پولوس قتل کیا گیا اور پطرس صلیب دیا گیا۔"٭

پس مندرجہ بالا واقعات سے ہمیں اس شہر کا علم بھی ہو گیا۔ مسیحؑ کے اس حواری کا پتہ بھی لگ گیا جو وہاں گیا تھا۔ اس مذہب کا پتہ بھی لگ گیا۔ جو بادشاہ وقت یا سلطنت کا مذہب تھا۔ اب ان قصوں میں دقیانوس (دقیس) بادشاہ کا ذکر تھا۔ روم کی تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں پتہ لگتا ہے۔ کہ گو نیرو بادشاہ بڑا ظالم تھا۔ اور اسکے اور اسکے بعد کے آنیوالے بادشاہوں کے ہاتھوں عیسائیت بہت ستائی گئی۔ مگر جو ظلم عیسائی لوگوں پر تیسری

٭ فٹ نوٹ:۔ بعض محققین کا خیال ہے۔ کہ پولوس ۶۳ء میں قتل ہوا اور پطرس اسکے دو سال بعد ۶۵ء میں صلیب دیا گیا۔

صدی مسیحی کے نصف اور چوتھی صدی کے شروع میں ڈے سیس (Decius ۲۴۹-۲۵۱ عیسوی) (دقیس اسی سے بگڑا ہوا معلوم ہوتا ہے) کے عہد میں اور گیلس (Gallus ۲۵۱-۲۵۳ عیسوی) اور ولیرین (Valerian 252-260 عیسوی) اور ڈائک لیشین (Diocletian 284-305 عیسوی) کے عہدوں میں ہوا اسکے مقابلہ میں نیرو کے ظلم اور تشدد کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ ڈے سیس نے قریباً ۲۴۹ء عیسوی میں یہ قانون بنایا تھا۔ کہ جو مسیحی مل جاوے۔ اسکو لیجا کر بُت کے سامنے سجدہ کرایا جاوے۔ اگر وہ سجدہ کرنے سے انکار کرے۔ تو اس کو قتل کیا جاوے۔ یہ قانون اس کے بعد آنیوالے بادشاہوں نے بھی جاری رکھا۔ اور اسی قانون کے ماتحت عیسائیوں کے بڑے بڑے بشپ یعنی بشپ آف کارتھیج (Carthage) اور بشپ آف روم قتل کیے گئے۔ اور ۳۰۳ء میں یہ قانون اور بھی سخت کیا گیا۔ اور اب یہ قانون نافذ ہوا۔ "کہ عیسائیوں کے تمام گرجے گرائے جاویں۔ ان کی تمام کتابیں جلائی جاویں۔ اور عیسائی لوگ آئندہ سلطنت میں کوئی عہدہ حاصل کرنے نہ پاویں۔ عیسائی غلام کبھی آزادی حاصل نہ کرسکیں۔ اور اگر کوئی مقدمہ عیسائیوں کے متعلق عدالت میں جاوے۔ تو عیسائیوں کے حق میں کوئی بات نہ سُنی جاوے"۔

خیر یہ تو ان ظلموں کی داستان ہے۔ ہمیں ڈے سیس (دقیس) بادشاہ بھی تاریخ سے مل گیا اور اس کا قانون بھی مل گیا جس کا ذکر مذکورہ بالا قصوں میں مَیں نے کیا ہے۔ اور اس سلوک کا پتہ بھی لگ گیا۔ جو ان لوگوں پر جو اس قانون کے ماتحت شرک کرنا قبول نہیں کرتے تھے روا رکھا گیا۔

ان قصوں اور روایات میں جو مَیں نے اوپر بیان کی ہیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا تھا۔ کہ اصحاب کہف بادشاہ وقت کے خوف سے بھاگ کر اپنی جانوں کو

بچانے کے لئے ایک غار میں جا چھپے تھے - اب اس غار کے متعلق میں کچھ بیان کرتا ہوں -

روم کے پاس کیٹا کومز* (Catacombes) ایک جگہ معلوم ہوئی ہے - یہ لفظ مرکب ہے - Cata اور combes سے اسکے معنی ہیں زمین دوز مقبرہ کے یا نشیب زمین کے اس کا ترجمہ (cave) کیو ہوسکتا ہے اور (cave) کیو کے معنی کہف کے ہیں - اور کیو (Cave) آسانی سے کہف میں تبدیل ہوسکتا ہے -

اب ڈے سیس (مشرک شاہ روم) بادشاہ کے دارالخلافہ (روم) کے پاس ایک غار یا یوں کہو زمین دوز مقبروں کا پتہ بھی مل گیا اب صرف ان قصوں اور روایات کے لحاظ سے اصحاب کہف کا کُتا باقی رہ گیا ہے جو ان کے ساتھ غار میں تھا - کُتے کی تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ پہلی صدی مسیحی میں رومیوں میں کُتے کا استعمال پھیلا - اس سے پہلے کُتے سے شکار کرنا رومی تاریخ میں نہیں ملتا - اس سے پہلے لوگ جالوں سے شکار کیا کرتے تھے - اٹلی کا ایک پہاڑ ہے - وہاں کے کُتے بہت وفادار ہوتے ہیں .... یہ کُتے ایسی اچھی طرح سے سکھائے جاتے تھے - کہ ان کے گلوں میں شراب اور روٹیاں

---

*فٹ نوٹ - میں یہاں اختصاراً ان لوگوں کے نام لکھ دیتا ہوں - جنہوں نے کیٹا کومز (Cata combes) کے متعلق تحقیقات کرنے میں اپنے عزیز وقت کو خرچ کر کے لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے - سب سے پہلے انکی تحقیقات جے لانک (J. Lunk) نے ۱۴۳۲ء میں کی - اسکو بعد ۱۴۷۵ء میں رومن اکیڈیمی (Roman Academy) کے ممبروں نے انکی تحقیقات شروع کی - مگر ان کی تمام کوششیں یونہی رائگاں چلی گئیں - ان کے بعد سولہویں صدی مسیحی کے اخیر اور سترھویں صدی کے شروع میں انٹونیو بوسیو (Antonio Bosio) نے جسکو زمین دوز جہان کا کولمبس لکھنا چاہیئے بہت سی واقفیت کیٹا کومبس کے متعلق بہم پہنچائی جسکو ۱۶۳۲ء

باندھ دی جاتی تھیں۔ اور ان کو چھوڑ دیتے تھے۔ ان کو اگر کوئی بیمار راستے میں مل جاتا۔ تو وہ روٹیاں اور شراب اس کے پاس رکھ کر اپنے مالک کو آگر اطلاع دیتے تھے جو اس کا مناسب انتظام کرتا تھا ؏

اب اس کے بعد ہم نے یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ ان کیٹا کومز (Catacombs) کے ساتھ عیسائیوں کا بھی کچھ تعلق ہے یا نہیں۔ ان روایات اور قصوں سے جو میں نے اوپر بیان کئے ہیں۔ یہ بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ اصحاب کہف نے اپنے حال ایک تختی پر یا مختلف پتھروں پر لکھ رکھے تھے۔ ان غاروں میں جاکر ہمیں پتہ لگتا ہے۔ کہ وہاں گیارہ ہزار کے قریب لکھے ہوئے کتبے ہیں۔ اور دیواروں پر اس زمانے کے تمام حالات کندہ ہیں۔ لغت کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رقیم ان تصویروں کو کہتے ہیں۔ جو پتھروں پر بنائی جاویں۔ ان غاروں کو دیکھنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ان میں تصویروں کے ذریعہ حالات تحریر ہیں۔ گو الفاظ میں بھی ہیں مگر اکثر حصّہ تصویروں میں ہے۔ چنانچہ ان تصویروں اور نشانوں میں فاختہ (اس سے مراد روح القدس)، لنگر (اس سے مراد امید۔ استقامت اور صبر ہے)، زیتون کی شاخ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (اس سے

بقیہ نوٹ: میں اس نے ایک کتاب کی صورت میں شائع کیا۔ پھر انیسویں صدی میں ایک فرانسیسی ہسٹورین آف آرٹ (Historian of Art) سیرکس ڈی اگین کورٹ (Seroux d'Agincourt) نے اور پھر بعد میں رول روچیٹ (Raoul Rochette)، اور پیرٹ (Perret) وغیرہ نے انکے متعلق پبلک کے علم میں اضافہ کیا۔ انکے علاوہ مامسن۔ پادری مارکی (Padre Marchi)، مارٹگنی (Martigny)، جے پارکر (J. Parker)، ڈی روسی (De Rossi) اور سینٹ جیروم (St. Jerome) کی تحقیقات کیٹا کومز یعنی زمین دوز مقبروں کے متعلق علم کا نہایت ہی قابل قدر ذخیرہ ہیں ؏

مراد (نفس مطمئنہ) پرندہ (اس سے مراد... عام عیسائی) مور (اس سے مراد مردے کی روح ہے) بھیڑ (اس سے مراد مسیح کی بھیڑیں ہیں) اور مسیح کا خط طغرا (Monogram of Christ) وغیرہ وغیرہ تصویریں ہیں۔ جو کہ ان مطالب کو جو بریکٹ میں دیئے گئے ہیں ظاہر کرتی ہیں۔ ان تصویروں اور شکلوں کے معنی صرف عیسائیوں کو ہی معلوم ہوتے تھے اور یہ پوشیدہ رکھے جاتے تھے*

اب ہمیں یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ کیا کوئی لوگ وہاں جا کر رہے بھی ہیں۔ تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان غاروں کے اندر بعض خاص علامتے ایسے ہیں۔ جن سے پتہ لگتا ہے۔ کہ کچھ لوگ بادشاہ وقت سے ڈر کر وہاں آ کر چھپے تھے۔ اور انہوں نے خطرے سے محفوظ رہنے اور تعاقب سے بچنے کے لئے زمین دوز کمرے اور ان میں زمین دوز راستے اور دروازے کاٹ کر بنائے ہوئے تھے*

اور اس امر کا ثبوت کہ عیسائی ظلم اور سختی کے زمانے میں ظالموں کے ظلم سے بچنے کے لئے ان کیٹا کومز میں آ کر پہلے عبادت کرتے رہے اور پھر انہوں نے بعد میں مستقل طور پر رہنا شروع کر دیا۔ ان غاروں اور ان کے اندر چھوٹے

---

* فٹ نوٹ:۔ تاریخ سے ہمیں پتہ لگتا ہے۔ کہ ڈے سیس سے پہلے گو عیسائیوں کو دکھ وغیرہ تو دیئے جاتے تھے۔ مگر وہ اپنی خانقاہوں میں جا کر عبادت کر لیتے تھے۔ اور کیٹا کومز میں عبادت کرنے اور مردے دفن کرنے میں ان سے تعرض نہیں کیا جاتا تھا اسی لئے ڈے سیس کے وقت سے پہلے عیسائیوں نے ان کیٹا کومز میں ایسے پوشیدہ راستے اور مکان نہیں بنائے تھے۔ مگر شاہ ویلیرین (Valereans) نے سنہ ۲۵۷ء میں حکم دیدیا کہ عبادت کیلئے تمام عیسائی مجمعے خلاف قانون ہیں چنانچہ عیسائیوں کا ایک پوپ سکسٹس ([illegible]) نام عین اسی حالت میں کہ وہ عبادت کر رہا تھا قتل کیا گیا۔ اس وقت سے عیسائیوں نے کیٹا کومز کے دروازوں کو پوشیدہ بنانا شروع کیا۔ اور تمام پوشیدہ راستے اور مکان اسی وقت بننے*

چھوٹے کمروں جو کہ کئی کئی منزلوں میں بنے ہوئے ہیں۔ موقعہ بموقعہ گرجوں۔ اور پیچدار راستوں سے ملتا ہے۔ جن کی تفصیل آگے آتی ہے۔ اور جو اس بات کو ثابت کر رہے ہیں۔ کہ بغیر مستقل رہائش کے اتنے حفاظتی سامانوں کی ضرورت نہ تھی۔ ان غاروں میں بعض چھوٹے چھوٹے ہال ملتے ہیں جس میں صرف پچاس آدمی یا اس سے کچھ کم و بیش ایک وقت میں عبادت کر سکتے ہیں مگر بعض ان سے بڑے بڑے ہال ہیں جن میں بہت زیادہ آدمی عبادت کر سکتے ہیں۔ اور پھر وہاں گرجے بھی بنے ہوئے ہیں جن میں عبادت کرانے والے پادری کے لئے خاص جگہ بھی بنی ہوئی ہے۔ ان گرجوں میں سینٹ پرسیپلا کا گرجا اور سینٹ ایگنس کا گرجا مشہور ہے سینٹ ایگنس کے گرجو میں پانچ مستطیل کمپارٹمنٹ ہیں۔ تین ایک طرف اور دو ایک طرف۔ موخرالذکر عورتوں کے لئے مخصوص ہیں۔ ان گرجوں میں بپتسمہ بھی دیا جاتا تھا۔ وہاں ایک چشمہ بھی ہے۔ پھر پادری مارکی بتلاتا ہے۔ کہ ان میں چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت ان میں لوگ رہتے تھے۔ اور بہت سے مخفی دروازے ہیں تاکہ اگر دشمن ایک طرف سے آجاوے۔ تو دوسرے دروازے سے بھاگ جایا جا سکے۔ پھر ڈی روسی نے کئی مخفی سیڑھیوں کا پتہ لگایا ہے۔ جو کہ درمیان میں سے کاٹ کر دیوار اور زمین سے بالکل علیحدہ کی ہوئی ہیں۔ گویا وہ فضا میں لٹک رہی ہیں۔ اور ان کو صرف وہی لوگ استعمال کر سکتے تھے جن کو ان کا علم ہوتا تھا۔ پھر پادری مارکی کہتا ہے۔ کہ بعض کمروں میں طالب علموں کے لئے بنچ اور ڈیسک اور استادوں کے لئے کرسیاں پتھروں سے کاٹ کر بنائی گئی ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہاں بہت سے لوگ رہتے تھے۔ اور ان کے بچوں کے لئے وہ میں سکول بھی تھے۔ پھر وہاں کے راستے کچھ ایسے پیچیدہ ہیں۔ کہ ایک راستہ سے کہیں راستے نکل جاتے ہیں اور پھر ان سے آگے

کئی شاخیں نکلتی ہیں۔ اور وہاں بغیر کسی رہنما کے جماعتوں کی جماعتیں گئی ہیں اور ان کا پتہ نہیں لگا۔ چنانچہ ان ٹونیو بوسیو جس کو زمین دوز جہان کا کولمبس کہا جاتا ہے اور جس نے کیٹا کومز کے متعلق بہت بڑی اور مفید تحقیقات کی ہے کہتا ہے۔ کہ "میں جب ان کی تحقیقات کے لئے ان غاروں کے اندر گیا۔ تو میں راستہ بھول گیا اور موت میری آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ اور میں سمجھا کہ میں اپنی ناپاک لاش سے ان پاک اور متبرک جگہوں کو ناپاک کرونگا" اسی طرح اور بھی بہت سے واقعات ہوئے ہیں۔ کہ لوگوں نے اپنی جانیں بغیر رہنما کے ان غاروں میں کھوئی ہیں۔ روایات میں جو میں نے اوپر بیان کی ہیں یہ بھی بیان ہے۔ کہ وہ جگہ جہاں اصحاب کہف جا کر رہے تھے سخت تاریک تھی چنانچہ سینٹ جیروم (St: Jerome) جو چوتھی صدی میں ایک پادری گذرا ہے۔ لکھتا ہے۔ "جب میں لڑکپن میں روم میں تعلیم حاصل کیا کرتا تھا۔ تو میں اور میرے دوسرے ہم جماعتی ہر اتوار ان مقبروں کو دیکھنے جایا کرتے تھے۔ وہ بہت گہرے زمین میں کھودے ہوئے ہیں اور ایک اندر جانے والا آدمی راستے کے دونوں طرف قبریں دیکھتا ہے۔ وہ بڑی خوفناک جگہ ہے اور روشنی کبھی کسی سوراخ کے ذریعہ اندر چلی جاتی ہے۔ ہر قدم نہایت احتیاط سے اُٹھانا پڑتا ہے۔ اور وہ دنیا میں دوزخ کا نمونہ ہے۔" سو یہ جو عام خیال ہے۔ کہ ان کی شکل سے ڈر لگتا تھا۔ اس سے مراد ان کی شکل نہیں بلکہ وہ تاریک اور پیچدار راستے ہیں جو ان مقبروں میں بنائے گئے ہیں اور جنمیں رہنمائے کامل کے بغیر انسان یقیناً ہلاکت کا منہ دیکھتا ہے۔ قرآن کریم اصحاب کہف کی جگہ کے رہنے کے متعلق فرماتا ہے۔ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ (وہ ایک کھلی جگہ میں ہیں) اینسائکلوپیڈیا برٹینیکا سے پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ لوگ اپنے مردوں کو دفن کرنے کے لئے ایک کمرہ ۱۲ فٹ مربع بناتے تھے اور

یہ کمرے ایک لائن میں کئی کئی منزلوں میں بنائے گئے تھے۔ بعض جگہ یہ کمرے سات سات منزلوں تک چلے جاتے ہیں۔ ان گیلریوں (Galleries) کے اندر پتھر سے کاٹ کر سیڑھیاں بنائی گئی ہیں جو کہ ایک منزل کو دوسری منزل سے ملاتی ہیں۔ وہاں دیواروں میں بھی کھود کر قبریں بنائی گئی ہیں۔ اور بعض دفعہ ایک دیوار میں ان کی تعداد ستر تک پہنچ جاتی ہے۔ لمبائی کے لحاظ سے دس میل سے لیکر بیس میل تک وہ جگہ ہے۔ مگر ان گیلریوں کی اوپر اور نیچے کی تمام لمبائی مارکی (Marchy) کے اندازہ میں ۸۰۰ سو میل سے ۹۰۰ میل تک ہے اور اسمیں ساٹھ لاکھ سے ستر لاکھ تک قبریں ہیں۔ مارٹگنی (Martigney) کا اندازہ ۵۸۷ میل ہے۔ اور نارتھ کوٹ (Northcout) جس کا اندازہ سب سے کم ہے۔ وہ بھی ان کی لمبائی ۳۵۰ میل سے کم نہیں بتاتا۔ فرانس کا ایک محقق چالیس سال تک ان غاروں کی تحقیق کرتا رہا۔ پھر بھی ان کے متعلق پوری واقفیت حاصل نہ کر سکا۔ اور وہیں مر گیا۔ اور یہ ھم فی فجوۃٍ منہ کی صحیح تفسیر ہے۔

ہامسن کہتا ہے۔ کہ یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ اتنی لمبی اور وسیع غار میں ایک منتظم سلطنت کی پولیس کے عدم علم میں بنائی جا سکتی۔ ایسا خیال کرنا رومی پولیس کی ہتک ہے۔ مگر ہامسن کا یہ خیال سراسر غلط ہے۔ اوّل تو وہ حالات جو کہ ان غاروں کے متعلق اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ بتاتے ہیں۔ کہ یہاں بہت لوگ ایک لمبے عرصہ تک خفیہ طور پر زندگی بسر کرتے رہے۔ پھر تمام مورخین کا اسپر اتفاق ہے۔ کہ ڈے سیس اور ویلیرین کے زمانہ میں جب عیسائیوں پر ظلم اپنی انتہاء کو پہنچ گیا۔ تو پھر بیچارے عیسائی اپنی جانوں کو بچانے کے لئے غاروں میں خفیہ طور پر زندگی بسر کرنے لگے دوئم ہمیں تاریخ سے پتہ لگتا ہے۔ کہ بعض اوقات خفیہ پولیس کے آدمی ان غاروں کے اندر چلے جانے میں کامیاب

بھی ہو جاتے تھے۔ جس کا نتیجہ بہت سے عیسائیوں کی گرفتاری اور قتل ہوتا تھا۔ چنانچہ ایک پادری ٹرٹیولین (Tertullian) نام جب اس طرح سے پکڑا گیا تو اس نے رومی جج کے سامنے کہا "تم لوگ ہماری پوشیدہ جگہوں اور جلسوں سے بھی واقف ہو۔ اس لئے بعض اوقات تم ہمیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہو۔"

مسٹر جے۔ پارکر کا یہ خیال بھی کہ ان غاروں میں صرف مردے دفن کئے جاتے تھے۔ اور یہ کہ وہ انسانوں کے رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ واقعات اور تاریخ اور محققین کی رائے کے بالکل خلاف ہے +

اب تمام وہ باتیں جو کہ میں نے مضمون کے ابتداء میں قصوں اور روایات کے رنگ میں پیش کی تھیں۔ تاریخ سے صحیح ثابت ہو چکی ہیں۔ اس شہر کا پتہ بھی مل گیا جہاں سے اصحاب کہف نکلے تھے۔ اس حکومت کا علم بھی ہو گیا جو انپر ظلم اور سختی کرتی تھی۔ اس حواری کا پتہ بھی لگ گیا جو اس شہر میں گیا تھا۔ اس بادشاہ کا علم بھی ہو گیا۔ جس کے عہد میں عیسائیوں پر ظلم اپنی انتہاء کو پہنچ گئے۔ وہ غاریں بھی مل گئیں۔ جن میں اصحاب کہف جا کر چھپے تھے اور مدتوں دنیا سے علیحدگی اور انقطاع کی زندگی بسر کرتے رہے۔ اور اس "کتے" کی تاریخ کا پتہ بھی مل گیا جو اصحاب کہف کے ساتھ تھا۔ پھر اس امر کی کہ وہ شہر روم (دار الخلافہ اٹلی) تھا اور اصحاب کہف رومی لوگ تھے جو عیسائی مذہب اختیار کئے چکے تھے۔ اس بات سے اور بھی تائید ہو جاتی ہے۔ کہ تمام وہ نام جو اصحاب کہف کے تاریخوں اور روایات میں مشہور ہیں رومی نام ہیں۔ چنانچہ مرطونس۔ میبرونس۔ میکسں مینا۔ ڈینی موس۔ یہ سب رومی نام ہیں۔ دیماسوس ایک پادری کا روم کی تاریخ سے پتہ ملتا ہے۔ اور ڈینی موس اسی کا بگڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح ان قبروں میں بطنوس اور پیٹانوس وغیرہ نام کے لوگوں

کی قبریں بھی ہیں۔ اور یہ سب رومی نام ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رومی لوگ تھے۔ اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے۔ کہ سپین میں بھی اصحاب کہف کی قبروں کا پتہ ملتا ہے۔ اور یہ ممکن نہیں ہوسکتا۔ کہ ایک انسان کی قبر دو جگہ ہو ؛

سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ رومن کیتھولک لوگوں میں یہ دستور ہے کہ اپنے نیک لوگوں کی ہڈیاں یا ان کی اور چیزیں بطور تبرک تقسیم کرتے ہیں جنکو ریلکس (Relics) کہتے ہیں۔ چونکہ غرناطہ سپین کا بہت بڑا شہر ہے یہ عین قرین قیاس ہے۔ کہ سپین کے عیسائیوں نے برکت حاصل کرنے کیلئے اپنے بزرگوں کی ریلکس روم سے لاکر وہاں دفن کردی ہوں۔ یا صرف نقل کے طور پر ان کی قبریں وہاں بنائی گئی ہوں۔ جیسا کہ حضرت امام حسینؓ کا مزار مصر۔ کربلا۔ قسطنطنیہ وغیرہ کئی جگہ میں ملتا ہے ؛

یہاں ایک اور اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم تو اصحاب کہف کا یہ قول نقل کرتا ہے۔ لن ندعوا من دونہ الٰھا لقد قلنا اذاً شططًا - (ہم خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرسکتے۔ اگر ہم ایسا کریں۔ تو ہم ایک بہت بُری بات کے مرتکب ہونگے) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک خدا کی پرستش کرتے تھے۔ مگر موجودہ عیسائی تثلیث کے قائل ہیں۔ لیکن ان کتبوں کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مسیحؑ کی خدائی اور تثلیث کا ان میں ذکر تک نہیں۔ اور ان میں مسیح کو ایک نیک آدمی سے بڑھکر اور کچھ عزت نہیں دی گئی پادری صاحبان اب ان باتوں کو غلط ثابت کرنیکی کوشش کررہے ہیں۔ ان کتبوں میں ۷۱ء کے نشان ملتے ہیں۔ اسوقت مسیح کشمیر میں تھے اور عیسائی لوگ توحید کے قائل تھے ؛

ایک اور سوال باقی رہ جاتا ہے۔ کہ یہودیوں کو اصحاب کہف سے کیا تعلق ہے

اور ان میں یہ قصہ کیوں مشہور ہے۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ جب رومیوں نے عیسائیوں پر ظلم کرنے شروع کیئے۔ اور چونکہ یہودی اور عیسائی ایک شریعت پر عمل کرتے تھے۔ اور سوائے مسیحؑ کے باقی تمام رسولوں اور کتب سماویہ کے ماننے میں وہ ہم اعتقاد تھے۔ اس لیئے انہوں نے عیسائیوں کو یہودیوں کا ایک فرقہ سمجھکر یہودیوں کو بھی تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اس لئے یہودیوں میں سے بھی بعض لوگ اپنی جان بچانے کے لیئے ان غاروں میں چلے گئے۔ اور ان قبروں میں بعض یہودیوں کی قبریں بھی ملتی ہیں۔ مگر ان کی قبروں پر عیسائی اور یہودی دونوں قسم کے نشان ہیں ؛

اصحاب الکہف والرقیم | صرف عیسائی ہی ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ جہاں جہاں یہ لوگ گئے ہیں انہوں نے ایسی غاریں بنائی ہیں۔ اور روم کی کیٹا کومبز کے علاوہ اسکندریہ۔ مالٹا۔ سسلی۔ شمالی افریقہ میں ایسی غاریں ملتی ہیں۔ سوائے عیسائیوں کے کوئی قوم تاریخ میں ایسی نہیں ملتی کہ جس نے اس طرح پوشیدہ غاریں بنائی ہوں اور پھر اسمیں کتبے وغیرہ لکھے ہوں ؛

ضربنا علی اذانھم | ہم نے ان کو تسلی دی۔ کہ گو اسوقت رومی تم پر ظلم کر رہے ہیں۔ مگر وہ وقت قریب ہے کہ رومی سلطنت عیسائی ہوجاویگی۔ اور تمہیں قتل کرنے والوں کی اولاد اپنا پیشوا سمجھیگی ؛

سنین عددا۔ قرآن کریم کے لحاظ سے وہ کچھ سال ان غاروں میں رہے

ای الحزبین احصی | (احصی زیادہ اثر کرنیوالا۔ زیادہ یاد رکھنے والا) اس ظلم اور تشدد کے وقت میں عیسائیوں میں دو گروہ ہوگئے تھے۔ ایک گروہ کہتا تھا۔ کہ ہم دل میں ایمان پوشیدہ رکھیں لیکن رومیوں کے ظلم سے بچنے کے لیئے ظاہری طور پر ہم بتوں کے آگے سجدہ کرنے کا اقرار کر لیتے ہیں۔ اس فریق نے رومی مجسٹریٹوں کو رشوتیں دیکر اس قسم کے

سارٹیفکیٹ حاصل کرلئے۔ کہ انہوں نے (یعنی عیسائیوں نے) بتوں کے آگے سجدہ کرلیا ہے۔ حالانکہ وہ حقیقت میں سجدہ نہیں کرتے تھے۔ آخر کار یہ گروہ شرک میں مبتلا ہوگیا۔ دوسرا گروہ جو زیادہ قوی الایمان تھا۔ وہ اس مداہنت کو گناہ خیال کرتے تھے اور ایمان کے لئے اپنی جان دینا سعادت سمجھتے تھے۔ اور یہی وہ گروہ ہے جو غاروں میں اپنی جان بچانے کیلئے چلا گیا۔ اذ قاموا فقالو ربنا رب السموات والارض۔ جب بادشاہ کی طرف سے ان کو حکم ہوا۔ کہ بتوں کو سجدہ کرو۔ تو وہ اس حکم کے خلاف کھڑے ہوگئے۔ اور کہا کہ ہم رب العالمین کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرسکتے ؛

فاوٗا الی الکھف } ترجمہ (جگہ لو ایک کہف میں) اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی کہف ان کے ذہن میں تھی۔ چنانچہ وہی کہف تھی جسمیں عیسائی پہلے مردے دفن کرتے تھے۔ پھر ظلم کے زمانے اسمین جاکر رہنی لگ گئے۔

تری الشمس...... ذات الشمال } روم کے جنوب کی طرف کیٹاکومز واقع ہیں اور انپر یہ تعریف صادق آسکتی ہے ؛

قدرتی غاروں میں جو پہاڑوں میں ہوتی ہیں اور خاصکر ایسی غاروں میں جو فجوۃ کہلاتی ہیں سورج کی روشنی چلی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگوں کے ہاتھوں سے ایسی ترکیب سے بنائی گئی تھیں کہ سورج کی روشنی بالکل اندر نہ جاسکے ؛

وھم فی فجوۃ منہ } (ترجمہ۔ وہ ایک کھلی جگہ میں ہیں) اس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے کہ ان غاروں کی لمبائی کتنی بڑی ہے۔ تحسبھم ایقاظًا وھم رقودٌ۔ یقظان۔ ہوشیار۔ راقد۔ غافل۔ رَقَدَ۔ غَفَلَ (تو انکو جاگتے ہوئے خیال کرتا ہے حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں۔) مطلب یہ ہے۔ کہ وہ جاگتے تو تھے۔ مگر انکو دنیا کی باتوں سے بالکل بے علمی و بے خبری تھی۔

نقلبہم ذات الیمین وذات الشمال - تمام دنیا میں پھیل جاوینگے ؎

لو اطلعت علیہم ..... فرارًا - وہ ایسی خطرناک غاریں تھیں اور ان کے راستے ایسے تاریک اور ہولناک تھے - کہ لوگ ان کے اندر جانے سے ڈرتے تھے ؎

وکذٰلک بعثناھم لیتساء لوا - لِ نتیجہ کا ہے - ہم نے انکو اٹھایا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آپسمیں سوال کرنے لگے - یومًا او بعض یوم - یوم ایسے حصۂ وقت کیلئے بولا جاتا ہے جو معین نہ ہو - قیامت کے دن بھی کا ذکر کینگے - قالوا لبثنا یومًا او بعض یوم فسئل العادین

ازکیٰ طعامًا - ایسا کھانا جو کہ دیرپا ہو - تاکہ دیر تک غار میں بغیر خراب ہونیکے رہ سکے -

ولیتلطف (نرمی اختیار کرے) جب اصحاب کہف میں سے کوئی باہر کھانا وغیرہ یا کوئی اسی قسم کی استعمال کی چیزیں لینے کیلئے آتا - تو لوگوں سے وہ نہایت نرمی سے کلام کرتا - اگر اُسپر سختی ہوتی - تو بھی وہ درگذر کرتا تاکہ فساد ہو کر ان کا راز نہ کھل جاوے ؎

قال الذین غلبوا علٰی امرھم - یہ اسوقت کے متعلق ہے جب رومی سلطنت عیسائی ہو گئی

لنتخذن علیہم مسجدًا - اصحاب کہف کی یادگار میں پھر گرجے بنائے گئے ؎

ولا تقولن لشیءٍ - فرمایا اپنی کامیابی کے دعوے نہ کرو -

انی فاعل ..... غدًا

عسٰی ان یہدین ربی ..... اللہ سے امید رکھو - کہ اصحاب کہف سے بھی جلدی تمہارے لئے ترقی کا راستہ کھلیگا -

ولبثوا فی کہفہم ..... تسعًا - عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ اسکی قرأت یوں بھی ہے قالوا ولبثوا فی کہفہم - یہ لوگوں کا قول ہو - خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے قل اللہ اعلم بما لبثوا لہٗ غیب السموات والارض - یعنی یہ کہ کتنی دیر تک اصحاب کہف اس غار میں رہے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے ؎

مختصر یا یہ ہے کہ اصحاب کہف وہ چند رومی عیسائی ہوں جو رومی مشرک بادشاہوں کے ظلم سے ڈر کر روم کے پاس کیٹا کومز میں چلے گئے تھے یا یوسف آرمیتھیا اور اس کے ساتھی ہوں

نوٹ اور خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی طبیعت متواتر کئی ہفتوں سے ناساز چلی آتی تھی۔ مگر جون کے دوسرے ہفتے میں تیزی بخار اور سوزش حلق کیوجہ سے تکلیف زیادہ ہوگئی۔ ۱۳ ماہ حال کو حضور ڈاکٹری مشورہ کیلئے لاہور تشریف لیگئے۔ واپس آکر حضور کی صحت گو نسبتاً پہلے سے اچھی تھی مگر قابل اطمینان نہ تھی اسلئے طبی مشورہ کے ماتحت حضور ۲ ماہ حال کو بعد از نماز ظہر عازم کشمیر ہوگئے۔ وہاں حضور کا ارادہ دو مہینے قیام فرمانے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضورؓ کو صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرماوے اور حضورؓ کی عمر میں برکت دے۔ تاہم حضورؓ کے ذریعہ اسلام کی موجودہ بے بسی و بے کسی کو شان و شوکت میں تبدیل ہوتا ہوا دیکھ لیں۔ حضورؓ نے اپنے بعد حضرت مولوی شیر علی صاحب کو امیر جماعت (قادیان) مقرر فرمایا۔

۲۳ ماہ حال کو جماعت احمدیہ کی طرف سے حضور وائسرائے بہادر کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا۔ جسمیں حضرت مسیح موعودؑ کی خاندانی حالت اور آپکے دعویٰ اور تعلیم جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے ماتحت جماعت احمدیہ کی خدمات برائے قیام امن۔ حضور علیہ السلام کی جماعت کی مسلمہ وفاداری کا ذکر تھا۔ اس کے علاوہ موجودہ بے چینی و بے امنی کا ذکر کرتے ہوئے گورنمنٹ کو ان نقائص کے دور کرنیکی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ جو کہ اس بے چینی کا اصل باعث ہیں جیسے بعض انگریز افسروں کا ہندوستانیوں سے سلوک۔ برطانوی نو آبادی میں ہندوستانیوں کی حیثیت۔ مسئلہ حجاز کے متعلق گورنمنٹ انگلستان کا رویہ۔ صلحنامہ ترکی۔ وغیرہ امور کے متعلق جائز ہندوستانی و مسلم جذبات و خیالات کا اظہار کیا گیا تھا۔ حضور وائسرائے بہادر بالقابہ نے ایڈریس کے پیش ہونے پر جماعت احمدیہ کے متعلق خاص طور پر خوشنودی کا اظہار کیا۔ اور جماعت کی وفاداری پر گورنمنٹ کا پورا اعتماد ظاہر فرمایا۔ یہ ایڈریس مع حضور وائسرائے کے جواب کے انشاء اللہ اگلے رسالہ میں شائع کیا جاویگا ؛

انگلستان جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال۔ مولوی مبارک علی صاحب اور شیخ احمد اللہ صاحب تبلیغ میں مصروف ہیں نئے مکان پر باقاعدہ کام شروع ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ایک صاحب جو ناروچ کے رہنے والے ہیں مسلمان ہوئے ہیں ان کا نام کارنیلس ہے ‡

جناب چودھری صاحب نے ہندوستان کے مایہ ناز شاعر ڈاکٹر ٹیگور سے انکے ولایت کے قیام کے دوران میں انکے مکان پر ملاقات کی۔ آپ نے ڈاکٹر صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام سنایا۔ آپ اس بات کو سنکر خوش ہوئے کہ خدائے تعالیٰ نے سرزمین ہند کو بھی ایک نبی کی بعثت سے مشرف پایا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف بنگال میں ایشیاء کیلئے ایک بین الاقوامی یونیورسٹی قائم کرنیکی فکر میں ہیں۔ تاکہ ایشیاء بھی یورپ کی طرح ایک اجتماعی رنگ میں اپنے علوم و فنون کا اظہار کر سکے۔ چودھری صاحب نے فرمایا۔ کہ یورپ کے اتحاد کی اصل وجہ اتحاد مذہبی ہے۔ اسکے مقابل میں ایشیاء تین کیمپوں پر منقسم ہے۔ اسلام۔ ہندو دھرم اور بدھ مذہب۔ اور جب تک تمام ملک کا مذہب ایک نہ ہو۔ اتحاد کی خواہش بے سود ہے۔ اور چونکہ ان تینوں مذاہب میں اسلام ہی بین الاقوامی مذہب ہونیکی اہلیت رکھتا ہے۔ اس لئے دوسرے دونوں مذاہب کو اسکے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہیئے۔ اسپر ڈاکٹر صاحب فرمانے لگے۔ مجھے اسلام سے تعصب نہیں۔ میں قرآن بھی بعض دفعہ پڑھتا ہوں ‡

عرصہ زیر رپورٹ میں علاوہ ہفتہ وار لیکچروں کے تین مختلف سوسائیٹیوں میں ہمارے مبلغوں نے لیکچر دیئے۔ والورتھ میں چودھری صاحب نے ایک مقبول لیکچر "اسلامی قانون" پر دیا ‡

سوسائٹی آف فلالوجی میں مولوی مبارک علی صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفہ اولؓ کے حالات پر ایک لیکچر دیا۔ اور لنڈن میں ایک سوسائٹی میں جسکا مقصد مشرق و مغرب میں اتحاد پیدا کرنا ہے۔ لیکچر دیتے ہوئے چودھری صاحب نے اسلام کی خوبیوں کو بوضاحت بیان کیا ‡

امریکہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت سے لوگ امریکہ میں جو کہ اسلام کے خلاف گولہ بارود کا سب سے بڑا اسلحہ خانہ ہے اور جہاں کے پادریوں نے بہت سے بندگان خدا کو گمراہ کر کے مورد غضب الٰہی بنا دیا ہے۔

عیسائیت سے توبہ کرکے اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ مفتی صاحب کی یہ کامیابی پادریوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ اور وہ آپکے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے کی ہر طرح سے کوششیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ سیاکس سٹی جرنل لکھتا ہے۔ "ڈاکٹر مفتی محمد صادق کے جو امریکہ میں پہلا مسلم مشنری ہے سیاکس شہر میں داخل ہونے سے پادریوں میں بہت ہل چل مچ گئی ہے۔ اور ڈاکٹر صادق کو شہر سے نکالنے کی بہت کوششیں کی جارہی ہیں۔ پادری لوگ اس خبر کے سننے پر کہ ہندوستان میں صرف نیچ قوموں کے لوگ عیسائی ہوتے ہیں۔ اور یہ اس کثیر المقدار روپیہ کے مقابلہ میں جو تبلیغِ عیسائیت میں خرچ ہو رہا ہے۔ ایک زبردست ناکامی ہے" بہت غضبناک ہو رہے ہیں۔

محمد یوسف خاں آف جہلم امریکہ سے لکھتے ہیں۔ کہ مسز لہاڈو کے ذریعہ ان کے ایک دوست کے مکان پر حضرت مفتی صاحب کا لیکچر ضرورت الہام و رسول پر ہوا۔ آپنے اور چند اسلامی مسائل پر بھی روشنی ڈالی۔ مفتی صاحب اپنے خط مورخہ ۲۸ مئی میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ گذشتہ رپورٹ کے بعد ایک جنٹلمین اور چھ لیڈیاں مشرف باسلام ہوئیں۔ انکے اسمائے گرامی یہ ہیں:-
۱۔ مسز ورجنیا الی واسس۔ اسلامی نام حلیمہ رکھا گیا۔ ۲۔ مسٹر جے لیوائن۔ اسلامی نام عمر رکھا گیا۔ ۳۔ مسز کمیلر نیابس۔ اسلامی نام حمیدہ رکھا گیا۔ ۴۔ مسز مانگ ابراہام۔ اسلامی نام ہاجرہ رکھا گیا۔ ۵۔ مس لوسل فریزر۔ اسلامی نام فاطمہ رکھا گیا۔ ۶ و ۷۔ مسز لوڈیسیا جوائٹ و مس فرانس۔ اسلامی نام ظریفہ و فیروزہ تجویز ہوئے۔ انکے علاوہ بعد میں دس مسلمان داخل سلسلہ حقہ ہوئے۔ ۱۔ مسٹر ایس۔ ایم۔ ایچ۔ جی۔ اکبر دراصل بنگال کے رہنے والے ہیں آجکل امریکہ میں تجارت کرتے ہیں۔ ۲۔ مسٹر رشید رسویدان۔ ۳۔ شیخ احمد الحاج۔ ۴۔ علی محمد۔ ۵۔ مسٹر احمد الصفا۔ ۶۔ مسٹر زیدانہ حسین۔ ۷۔ قاسم محمود۔ ۸۔ مسٹر حسین حسن۔ ۹۔ مسٹر حسین الحاج۔ یہ آٹھ اصحاب ملک شام کی پیدائش مگر عرصہ بیس سال سے امریکہ میں رہتے ہیں۔ ۱۰۔ منیر الدین عبد السلام۔ یہ صاحب نائیجریا کے رہنے والے ہیں۔ اس خوشخبری کے ساتھ ایک رنجیدہ خبر بھی درج ہے۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔ "میرے راستہ میں بہت بڑی مشکلات ہیں۔ یہاں ریاستہائے بلقان۔ یونان۔ آرمنی وغیرہ کی طرف سے باقاعدہ اور مستحکم فنڈوں کے ساتھ ایسی

انجمنیں قائم ہیں جن کا کام امریکن لوگوں کو بالخصوص ترکوں اور بالعموم مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا ہے۔ دوسری رکاوٹ پادریوں کی مخالفت ہے۔ ان ہر دو کی طرف سے میرے خلاف ظاہر اور مخفی طور پر برابر کوششیں ہوتی رہتی ہیں۔ بلکہ بعض اوقات میری جان بھی خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔" احباب مفتی صاحب کی حفاظت اور کامیابی کیلئے جو کہ درحقیقت اسلام کی کامیابی ہے خاص طور پر دعا فرماویں *

افریقہ یورپ اسلام کی سیاست کو تباہ کر کے اس خیال میں خوش تھا۔ کہ اسلام اب دنیا سے بالکل مٹ جاویگا۔ اور دنیا کا آیندہ مذہب "عیسائیت" ہوگی۔ مگر اسلام (گو اسوقت بے بسی کی حالت میں ہے) کی پشت پناہ وہ ذات ہے جسکو قادر مطلق خدا کہتے ہیں۔ اس نے اپنے پیارے مذہب کا نام "اسلام" رکھ کے پہلے سے ہی اس بات کی طرف اشارہ فرما دیا۔ کہ دنیا کا بڑے سے بڑا تغیر اور حادثہ اس کامل اور فطرت صحیحہ کے مطابق مذہب کی سلامتی میں ذرا فرق نہیں ڈال سکتا محمد رسول اللہ کا خدا ہر مصیبت کے وقت اسکی امت کے کام آیا۔ گو اسوقت اسلام کی سیاست بالکل تباہ ہو چکی ہے۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں دنیا دیکھ لیگی۔ کہ جس مذہب کو اس نے "مخرب الاخلاق۔ خلاف تہذیب و انسانیت سمجھ کر رد کر دیا تھا۔ اسی کے سہارے اخلاق اور تہذیب کی عمارت کھڑی ہے۔ اسلام کی کشتی کا ملاح اسوقت وہ نوجوان ہی جس کی قومیں برکت پائینگی اور جو زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ ہمارے احباب تک افریقہ میں چار ہزار نفوس کے احمدیت میں داخل ہونیکی جانفزا خوشخبری پہنچ چکی ہے۔ اسکے بعد مولوی عبد الرحیم صاحب نیر کا تار لیگوس (مغربی افریقہ) سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پہنچا ہے۔ "میری صحت بحال ہو گئی ہے۔ دس ہزار آدمیوں کی بیعت قبول فرمائیے"۔ دو مہینے کے قلیل عرصہ میں چودہ ہزار نفوس کا احمدیت قبول کرنا اور بہتوں کا قبول کرنے کے قریب ہونا۔ خدائے تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔ انشاء اللہ یہ نشان خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس نشان کا پیش خیمہ ہے! جب یہ خبر ہمارے کانوں تک پہنچیگی۔ کہ اس احسان کے بدلے جو افریقہ کے ایک علاقہ نے ۱۳۰۰ برس پہلے مسلمانوں پر اسلام کی کمزوری اور غربت کے دنوں میں کیا تھا تمام افریقہ کو خدا نے اسلام لانیکی توفیق دی ہے * مذکورہ بالا تار کے بعد جو خط مولوی عبد الرحیم صاحب نیر کا لیگوس سے پہنچا ہے۔ اسمیں وہ لکھتے ہیں۔ کہ لیگوس کے ایک ہزار اہل قرآن (یہ اہل قرآن چکڑالوی نہیں) احمدیت قبول کرنے پر تیار ہیں * ایک دن انکے بارہ اکابر ہمارے مبلغ سے ملنے آئے اور انکے معلم نے اعلان کیا کہ بارہ برس ہوئے سابق امام جماعت اہل قرآن نے موت سے قبل یہ بشارت دی تھی۔ کہ (ایک سفید آدمی یہاں مسیح موعود کی خبر لائیگا)۔ مگر جہاں افریقہ میں سرعت سے احمدیت پھیل رہی ہے۔ وہاں ہماری ذمہ واری بھی بہت بڑھ گئی ہے۔ اب ہمارے سر پر انکی تعلیم و تربیت کا بوجھ ہے۔ مولوی عبد الرحیم صاحب نیر کی توجہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

لال شربت لال شربت لال شربت

بچوں اور پرسوتی کیلئے نہایت طاقت بخش دوا ہے قیمت فی شیشی عہ محصولڈاک ۶ر

دیکھئے محترمہ ش-م صاحبہ بنت مجاہد حسین صاحب ضلعدار نہر اخبار تہذیب نسواں مورخہ ۱۲ ر جولائی ۱۹۱۳ء میں کیا لکھتی ہیں۔ پیاری بہن عباسی بیگم صاحبہ تسلیم۔ کل کے پرچہ اخبار تہذیب سے آپکا استفسار معلوم ہوا۔ گو اشتہاری دنیا میں قدم رکھنے اور اشتہاری ادویات کے استعمال کرنے سے میں بھی سخت متنفر تھی اور میں ہمیشہ سے ان کو نقصان مال اور صحت کا زوال بر عکس نہند نام زنگی کافور خیال کیا کرتی تھی۔ مگر اس سال شربت نے واقعی لال رنگ کر کے لال و لال کر دیا۔ میں آپ بیتی سناتی ہوں۔ جو تازہ اور حال کا مشاہدہ ہے۔ برخوردار انجم النساء بیگم جسکی عمر اب تو دو سال کی ہے عرصہ تین ماہ سے نصیب اعداء ایسی لاغر ہو گئی کہ کوئی اسکے دشمنوں کو اثر خلش۔ اور پرو الیوں کا سایہ اور کوئی سوکھا بیر بتانے لگیں پرانے خیالات کی بزرگوار وں نے گنڈہ تعویذ حاضرات میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا بعض ضعیف الاعتقاد بہنیں اس معصوم بچی کے سایہ سے عذر کرنے لگیں۔ میں چونکہ بھوت پریت کی قائل گنڈے تعویذ کی معتقد نہ کبھی ہوئی اور نہ ہوں۔ آخر کار ڈاکٹر ایس کے برمن صاحب کا لال شربت پانی ہی میں استعمال کرایا۔ جسکے فوری اثر نے دن بدن برقی اثر کا نمایاں کرشمہ دکھایا۔ یہ افضال الٰہی اب عزیزہ اپنی پوری طاقت اور اصلی حالت پر تین ہفتہ ہی کے استعمال سے پہنچ گئی گویا ایس کے برمن صاحب کا شربت بھوت پریت سایہ پرچھاواں کے دور کر نیکے لئے مجرب تعویذ اور سوکھے بیر کیلئے صریح التاثیر نسخہ ہے۔ میں نے قصد مصمم کر دیا ہے کہ متواتر بارہ سال تک بلا ناغہ شربت کا استعمال کراؤنگی اسلئے اپنی مکرم بہن کی پریشانیوں کے دور کرنیکے لئے ترغیب دیتی ہوں کہ وہ بھی برخورداری عطیہ بانو بیگم کو کم از کم دو شیشیاں ضرور پلائیں اور قدرت الٰہی مشاہدہ کرائیں بعد نتیجہ سے اطلاع بخشیں ۔ راقمہ ش۔م بنت مجاہد حسین ضلعدار نہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

(مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر پبلشر چھپکر صدر انجمن احمدیہ کیلئے شائع ہوا)